﴿...إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ☆(آل عمران:٧٤) ﴿...عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۵ر ستمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۳۶
۲ر جمادی الاول ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۵ر تبوک ۱۳۷۶ ہجری شمسی

توبہ کے بغیر کوئی بھی روحانی ترقی ممکن نہیں

قرآن کریم کی سچائی یا آپ کے عقائد کی سچائی عقل کی کسوٹی کے بغیر ممکن نہیں

عقل کے صحیح استعمال کے بعد اگر دعا نہیں کرو گے تو عقل کسی کام نہیں آئے گی

(اختتامی اجلاس سے حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب (فرمودہ ۲۷ر جولائی ۱۹۹۷ء) کی جھلکیاں)

حضور انور نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: بے شمار کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا سے عطا فرمائی ہیں اور وہ سب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اپنے کانوں سے سن چکے ہیں۔ ایسا عظیم جلسہ اس سے پہلے نہیں ہوا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ اس سے پہلے کبھی بھی برطانیہ کے وزیر اعظم کو جلسہ سے مخاطب ہوتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے خود یہ تحریک دلوں میں چلائی، مختلف ممبران پارلیمنٹ، سفراء اور وزراء جو اس جلسہ میں تشریف لائے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور نے فرمایا اصل رونقیں اور برکتیں تو آسمان سے اترتی ہیں۔ جو کچھ ہم نے اس جلسہ میں دیکھا ہے وہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ آخری روز کے جلسہ کی حاضری گزشتہ سال ۹۸۶۰ تھی جبکہ امسال ۱۳۸۰۸ رجسٹر ہوئی جس میں دس سال تک کی عمر کے بچے شامل نہیں ہیں۔ دراصل جلسہ کی کامیابی کا تعلق ان امور سے ہے جو میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں آپکو پڑھ کر سناؤں گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جس جلسے کی میں بات کروں گا وہ محض ایک تقویٰ کی تعلیم ہے۔ وہ توقعات ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت سے رکھتے تھے اور اس جماعت میں پوری ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔

سو سال پہلے جو توقعات تھیں اور جو بیان کی جارہی تھیں تو اس مجلس میں ایک خاموشی طاری تھی۔ دل متحرک تھے مگر زبانیں خاموش تھیں۔ اس جذبہ وفا کے ساتھ کامل طور پر خدا تعالیٰ کے حضور اس کی رضا کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں وہ توقعات سنیں گے جو آپ سے حضرت اقدس علیہ السلام کو تھیں کہ وہ جماعت کو کیا دیکھنا چاہتے تھے۔ اسلام کے تمام مضامین جن کا انسانیت سے کوئی بھی تعلق ہے وہ سارے بیان فرمادئے۔ پس بہت وسیع مضمون ہے۔ حضور انور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں نصیحت کرتے ہوئے توبہ کے مضمون کو لیا اور بتایا کہ توبہ کیا ہوتی ہے۔ اس کی شرائط کیا ہیں۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اگر توحید کو چھوڑیں گے تو آپ کا عددی غلبہ دنیا قبول نہیں کرے گی

ایک ہی غلبہ ہے جو صفات باری تعالیٰ کا غلبہ ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۵ر اگست ۱۹۹۷ء)

(مئی مارکیٹ، من ہائیم۔ جرمنی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مئی مارکیٹ، من ہائیم جرمنی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جہاں جماعت احمدیہ جرمنی کا ۲۲واں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ آج خدا کے فضل سے جماعت جرمنی کا ۲۲واں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور جیسا کہ سابق میں طریق رہا ہے خطبہ جمعہ ہی افتتاحی خطاب بنالیا جاتا ہے، خطبہ جمعہ کی صورت میں آج جماعت کے سامنے کچھ ایسی نصائح رکھنا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۹ء کے ایک اشتہار سے بعض عبارات پڑھ کر سنائیں۔ حضور ساتھ ساتھ ان تحریرات کے مضامین کو سادہ الفاظ میں تفصیل سے مثالیں دے کر سمجھاتے رہے اور ان کے مضامین کو اچھی طرح احباب کے ذہن نشین کرنے کے لئے ان کی تشریح بھی بیان فرماتے رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں بیان فرمایا ہے کہ اس اشتہار کی غرض یہ ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشان دیکھ کر ایمان اور نیک عمل میں ترقی کرے اور راستبازی کے کاموں میں آگے بڑھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو خصوصیت سے اس اشتہار میں صبر، تقویٰ، عفو اور درگزر کی صفات کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور پھر ان کے مقابل سورہ فاتحہ کے حوالہ سے چار قسم کے کمالات کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نصیحتیں جو اس اشتہار میں کی گئی ہیں یہ اسلام کی جان ہیں۔ ان پر پوری طرح کاربند ہو گے تو آپ کی فتح ہی فتح ہے۔

حضور نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو الزام مخالفین کی طرف سے لگائے جاتے ہیں اس سے بہت بڑھ کر پہلے نبیوں پر اپنے اپنے وقت میں لگائے گئے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ احمدیت کے دشمن کو چیلنج دے سکتے ہیں کہ جو اعتراض تم مسیح موعودؑ پر کرتے ہو اس سے پہلے یہ مسئلہ طے کریں کہ وہ اعتراض حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ پر نہ ہوا ہو۔ اگر ہوا ہے تو پھر اسی اعتراض کو

باقی خلاصہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

گزشتہ شمارہ میں ۱۶/ اگست تا ۲۳/ اگست کے پروگرام ملاقات کا خلاصہ شائع ہوا ہے۔ غلطی سے ۹/ اگست تا ۱۵/ اگست کے پروگرام ملاقات کا خلاصہ شائع نہیں ہوا۔ ادارہ اس فروگزاشت پر معذرت خواہ ہے۔ بغرض ریکارڈ اس ہفتہ کے مختصرات پیش کئے جا رہے ہیں:

ہفتہ ۹ر اگست ۱۹۹۷ء:

آج حضور انور کی بچوں کے ساتھ کلاس کا دن تھا اور مکرم امام صاحب نے فرمایا، بچو ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج حضرت مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ اور امیر پنجاب، پاکستان ہمارے درمیان موجود ہیں اور حضور انور کی ہدایت کے مطابق آج حضرت مرزا صاحب کلاس کی صدارت فرمائیں گے۔

تلاوت اور نظم کے بعد مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے حضرت مرزا صاحب سے درخواست کی کہ آپ بچوں سے خطاب فرمائیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا:

"بچو! میرے لئے آج آپ سے ملنے کے لئے یہ بہت خوشکن لحات ہیں اور آج سے ۹۰ سال قبل میں بھی آپ کی طرح کا بچہ تھا۔ میں آپ کی توجہ چند امور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

(۱) زندگی کے مقصد کو پانے کے لئے کوشش (۲) نماز میں باقاعدگی
(۳) سچ بولنا (۴) اطاعت خلافت (۵) وقت کی اہمیت کو سمجھنا

آپ نے ان اوصاف کی تفصیلی وضاحت فرمائی۔

ایک بچی نے سوال کیا کہ آپ نے احمدیت کب اور کیسے قبول کی۔ آپ نے فرمایا میں نے ۱۶ سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ اگرچہ ۱۳ سال کی عمر میں احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ شروع کر دیا تھا اور اسی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کے چہرے کے نور کو دیکھ کر میں احمدی ہو گیا تھا۔ دیگر سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں۔

میں نے دو ماہ میں قرآن مجید کے ۵ پارے حفظ کئے اور پھر اس خیال سے کہ قرآن کریم کو آہستہ آہستہ پڑھ کر سمجھنا بہتر ہے ۱۰ سال تک روزانہ ۴ گھنٹے قرآن مجید کا مطالعہ کرتا تھا اور آج تک روزانہ ڈیڑھ پارے کی تلاوت کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتب جن میں ۲۰ کتب عربی زبان میں ہیں تین دفعہ مطالعہ کر چکا ہوں۔ میں نے ۱۹۷۲ء میں ۷۲ سال کی عمر میں حج کیا۔ میں نے بہت سے ممالک مثلاً جرمنی، فرانس، بلجیئم، سپین، مصر، کینیڈا اور امریکہ کی سیاحت کی ہے۔ اور انگلستان میں تو آٹھ دفعہ آچکا ہوں۔ میری صحت کا راز خدا کا فضل، روزانہ باقاعدہ ورزش، سادہ غذا، گرمیوں میں ایک اور سردیوں میں دو انڈے، یخنی، بہت سا دودھ، سبزیاں اور پھل اور کم مقدار میں کھانا ہیں۔ تہجد جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی ایکسرسائز ہے۔

جماعت کے کاموں میں صدر قضاء بورڈ ۳۰ سال تک، صوبائی امیر ۱۹۵۱ء سے، تدوین فقہ بورڈ کا صدر، وقف جدید کا صدر، مالی امور کی کمیٹی کا صدر، صدر کمیٹی افتاء، صدر انجمن احمدیہ کا ممبر، اور دیگر بہت سے فرائض شامل ہیں۔

اتوار ۱۰ر اگست ۱۹۹۷ء:

آج ۲۷ر مارچ ۱۹۹۴ء کو انگریز احمدی احباب کے ساتھ منعقد ہونے والی "ملاقات" کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ خاص خاص سوالات اور ان کے جوابات یہ تھے:

☆ آج پام سنڈے ہے اور ایسٹر کا آغاز۔ عیسائی لوگ ایسٹر کا تہوار خاص طور پر حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور ان کے آسمان پر چڑھ جانے کے لئے مناتے ہیں۔ مسلمان کیوں حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ تصور کرتے ہیں؟

حضور نے فرمایا: ایسٹر کی کوئی مذہبی بنیاد نہیں۔ یہ ایک Pagan تہوار ہے۔ قدیم زمانوں سے ایسے تہوار تمام دنیا میں فصلیں پکنے کے وقت خدا تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر منائے جاتے ہیں۔ پاکستان اور انڈیا میں اسے بسنت کہا جاتا ہے۔ موجودہ عیسائی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اس تہوار کی بنیاد عیسائیت پر نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ کی پیدائش موسم گرم میں اس وقت ہوئی جب کھجوروں کے پکنے کا وقت تھا۔

کرسمس کا تہوار رلوگ Sun god کے طور پر مناتے تھے اور بعد میں انہوں نے حضرت عیسیٰ کو بھی Sun God میں involve کر لیا۔ بائبل کی مرقس اور لوقا کی بعض آیات میں حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے۔ لیکن اب

باقی مختصرات صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہر ملک ملکِ ما است

دین اسلام کا ظہور سرزمین عرب سے ہوا لیکن یہ دین محض جزیرہ عرب کا دین نہیں بلکہ کل عالم کا دین ہے اور اسلام ایک عالمی مذہب ہے۔ نبی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا مولد و موطن عرب تھا لیکن آپ صرف اہل عرب کے لئے رسول نہیں تھے بلکہ تمام بنی نوع انسان کی طرف اللہ کے رسول ہو کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو "کافة للناس بشیر اَو نذیراً" اور "رحمة للعالمین" بناکر بھیجا تھا۔ قرآن مجید "بلسان عربی مبین" اتارا گیا لیکن یہ مبارک کتاب "ھدی للناس" ہے اور تمام بنی نوع انسان اس کے مخاطب ہیں......۔اسی طرح جماعت احمدیہ جو اسلام کی نشأة ثانیہ ہی کا دوسرا نام ہے ایک عالمی جماعت ہے۔ اگرچہ اس کا آغاز ہندوستان سے ہوا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مولد و مدفن قادیان ہندوستان میں ہے۔ پھر جب پچاس سال قبل برصغیر ہندوستان کی تقسیم عمل میں آئی تو حضرت خلیفة المسیح ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے گئے اور دارالہجرت ربوہ (پاکستان) جماعت کا مرکز بنا۔ لیکن جماعت احمدیہ ہر قسم کی جغرافیائی تقسیموں اور رنگ و نسل اور زبانوں کے اختلاف سے بالا ایک عالمی جماعت ہے۔ اس کا پیغام اسلام کا آفاقی پیغام ہے اور اس کی قدریں اسلام کی عالمی قدریں ہیں۔ جنہیں نہ مشرقی کہا جاسکتا ہے نہ مغربی کیونکہ ان کا تعلق اس اللہ کی صفات سے ہے جو رب العالمین اور نورالسمٰوات والارض ہے۔ پس اسے ہندوستانی مذہب قرار دینا یا پاکستانیوں کی جماعت خیال کرنا کم علمی اور نادانی ہے۔ کیا ۱۵۳ ممالک میں اس کا وجود اور ہر سال نئی اقوام اور نئے ممالک میں اس کا نفوذ اور عالمگیر ترقی اس کے عالمی ہونے پر کافی گواہ نہیں ہے ؟

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ گزشتہ کچھ سالوں سے خصوصیت سے جماعت کو ان عالمی صفات کو اپنانے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں جو صفات باری تعالیٰ کو اپنانے کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں کیونکہ وہ جماعت جو ان صفات حسنہ کو اپنالے وہی ہے جو دنیا کو حقیقی امن عطا کر سکتی ہے اور توحید کے زیرسایہ متفرق افراد و اقوام کو وحدت کی لڑی میں پرو سکتی ہے۔ پس ہندوستان ہو یا پاکستان، افریقہ ہو یا امریکہ، چین ہو یا جاپان، آسٹریلیا ہو یا انڈونیشیا، دنیا کا کوئی بھی خطہ ہو یا کوئی بھی ملک، "ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است"، ہر ملک ہمارا ملک ہے کہ وہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔ ہم رب العالمین کے عاجز بندے اور رحمت للعالمین کے ادنیٰ غلام ہیں۔ ہم نے ہر ملک کو خدائے واحد کے لئے جیتنا ہے۔ یہ ہمارا عزم ہے، ہمارا نصب العین ہے، ہمارا لائحہ عمل ہے۔ اے اللہ! تو ہمارا معین و مددگار ہو۔

بقیہ : خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول آپؑ کے خادم پر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر ہوا ہے تو تم بتاؤ کیا تم جواب دے سکتے ہو۔ اگر نہیں تو ہم حاضر ہیں اور ہم ان تمام اعتراضات کا جواب دیں گے جو ہمارے آقا کے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات پر کئے جاتے ہیں اور تمہیں طاقت نہیں ہے کہ تم ان کا جواب دے سکو۔ حضور نے بتایا کہ ایک بھی اعتراض ایسا نہیں جو آنحضرتؐ پر دشمنوں نے لگایا ہو اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ان مولویوں نے اسے دہرایا نہ ہو۔ حضور نے فرمایا کہ مہدی کی شان اپنے آقا سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تو لغو اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا ہو اور آپ کے غلام کامل امام مہدی کو ان سے بچالیا گیا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دفاع کے لئے رسول اللہ کو آگے کریں بلکہ رسول اللہ کے دفاع کے لئے مسیح موعودؑ کا سینہ ہے اور آپ کے دفاع کے لئے ہمارا سینہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صبر دعائیں ڈھلا کرتا ہے۔ جتنا عفو سے کام لیں گے اتنا ہی دعاؤں کی طرف توجہ ہوگی اور صبر اور دعا کا گہرا تعلق ہے۔ دعا وہ ہوتی ہے جو دل سے نکلے اور صبر کی کوکھ سے پھوٹے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس اشتہار میں خدا تعالیٰ سے ایک غیر معمولی عظمت کا حامل امن کا نشان بھی طلب فرمایا ہے اور اس کی وضاحت میں سورہ فاتحہ کی آیت ﴿صراط الذین انعمت علیھم﴾ کے حوالے سے بتایا ہے کہ اس میں ہم چار قسم کے کمال خدا سے طلب کرتے ہیں یعنی انعام یافتہ لوگوں میں نبیوں کا کمال، صدیقوں کا کمال، شہیدوں کا کمال اور صالحین کا کمال۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ان چاروں قسم کے کمالات کی نشانیوں کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ نشان ہے جو حضور علیہ السلام طلب فرمارہے ہیں کہ آپ کی جماعت میں ایسی حیرت انگیز پاک تبدیلیاں ظاہر ہوں کہ وہ ان کمالات کو حاصل کرنے والے ہوں اور صدیقیت، شہیدیت اور صالحیت کے نشانات اپنی ذات میں پورے کر دکھائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ توحید باری تعالیٰ ہے جس کے ذریعہ ہمارے مسائل حل ہونگے۔ اگر توحید کو چھوڑیں گے تو آپ کا عددی غلبہ دنیا قبول نہیں کرے گی۔ ایک ہی غلبہ ہے جو صفات باری تعالیٰ کا غلبہ ہے۔ صفات باری تعالیٰ کے غلبہ کو اپنائیں اور جب اس غلبہ کی خاطر آپ کام کریں گے تو یہ چار صفات ابھریں گی۔ آپ میں سے ہر آدمی صدیق بننے کی کوشش کرے۔ اس کے بعد شہید کا کمال ہے کہ مصیبتوں، دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہو جائے۔ اسی طرح صالحیت کا کمال ہے کہ انسان ہر قسم کے فساد سے پاک ہو جائے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ارادوں میں برکت ڈالے اور پاک تبدیلیاں پیدا فرمائے۔

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ اول

پہلی شرط حضور نے بتائی کہ اپنے خیالات فاسدہ کا قلع قمع کرو۔ گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اپنے خیالات فاسدہ جو گناہوں سے پیدا ہوتے ہیں ان سے توبہ کی ضرورت ہے۔

بدیوں کی تحریک ایک اور چیز سے تعلق قائم ہوچکنے کی وجہ سے اٹھتی ہے۔ جب تک وہ بیاری لگتی رہے گی لاکھ کوشش کرو، توبہ کرو، بار بار اس بدی کی طرف لوٹ کر آتے رہو گے۔ پس توبہ سے یہ صفائی کرو کہ جس سے عارف باللہ بننے والے دوسرے رنگ چڑھ سکیں۔ اپنی عقلوں کو صیقل کرو۔ عقل کے بغیر ایک قدم بھی ہدایت کی طرف اٹھانا ممکن نہیں۔ تمام دنیا کے مذاہب جنہوں نے ٹھوکر کھائی جس کے متبعین نے آج محض اپنے عقائد کو ہی سچا سمجھ کر ٹھوکر کھائی ہے تو عقل کا دامن چھوڑ کر ٹھوکر کھائی ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جسے آپ ہمیشہ کار فرما دیکھیں گے۔

حضور نے تاکیداً فرمایا کہ اس کو پلے باندھ لیں۔ قرآن کریم کی سچائی یا آپ کے عقائد کی سچائی عقل کی کسوٹی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور قرآن کریم کی ہر بات عقل کے مطابق ہے۔

یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام قرآن کے بارہ میں بیان فرمارہے ہیں۔ اگر تم نے قرآن پڑھا ہے تو پہلے یقین کرو کہ قرآن کی یہ بات عقل کے مطابق ہے۔ پھر کھوج لگاؤ گے تو قرآن میں عقل کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۷ء کے جلسہ میں جو مضامین باریکیوں کے ساتھ کھولے ہیں اور ان کے تضادات دور فرمائے ہیں ایسے ہیں کہ انسانیت حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ کہ کس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو نیر الہام نے روشن کر دیا تھا۔ آپ کی عقل کو روشن کر دیا تھا، آپ کے اندرونے کو روشن کر دیا تھا اور آپ کے باطن کو آپ کی صلاحیتوں کو گہرائی میں اتر کر چیزوں کو پہچاننے کی طاقت کو اللہ تعالیٰ نے الہام سے دوبالا کر دیا تھا۔ اگر الہام الٰہی آپ پر نازل نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ آپ انسانی فطرت کے ایسے باریک راز تہہ بہ تہہ راز دنیا کے سامنے پیش کر سکتے۔

عقل کے صحیح استعمال کے بعد پھر دعا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر دعا نہیں کرو گے تو پھر تمہاری عقل کسی کام نہیں آئے گی۔ دعا کے نتیجے میں آسمانی نور اترتے ہیں اور ان دو چیزوں کو روحانیت کے ساتھ مذہب کے ساتھ اس طرح ملا دیا ہے کہ اگر جسمانی آنکھ سورج جو تم پر روشنی بکھیر رہا ہے وہ اسے دیکھ رہی ہے اور فائدہ اٹھا رہی ہے بند ہو جائے یا اگر اندھیرے کمرہ میں رہو گے تو فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مضامین کو بہت آسان پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میری کوشش ہے کہ حضرت اقدسؑ کی روحانی غذا کو پہلے اپنے لئے جذب کے قابل بناؤں پھر اس کو اپنے روحانی منہ کے لعاب سے تر کر کے، نرم کر کے آپ کے منہ میں اتاروں۔

حضرت اقدس ان سب نعمتوں کے بعد فرماتے ہیں کہ اب تم جہاد کے قابل بنے۔ یہ ساری منازل طے کر لو، خدا پر توکل کرو، اپنی عاجزی کا اقرار کرو گے تو جان لو گے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس سے دعائیں کرو اور اس پر انحصار کرو۔ فرمایا اب تم جہاد کے قابل ہو۔ اس وقت قلم کے جہاد کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے جو جہاد ہوا کرتے تھے وہ تلوار کے جہاد تھے کیونکہ وہ جہاد مسلمانوں پر ٹھونسے گئے تھے۔

تقویٰ کے یہ باریک اور گہرے مضامین سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں اس قدر وسعت اختیار کر رہے تھے کہ حضور انور نے فرمایا کہ وقت کی مناسبت سے اسی حوالہ سے وہ اس مضمون کو جرمنی کے جلسہ میں آگے بڑھائیں گے۔

اپنے اس عارفانہ خطاب کو سمیٹتے ہوئے حضور انور نے فرمایا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت ان ساری باتوں کو پورا کرے گی، دن بدن خدا شناسی میں آگے بڑھتی چلی جائے گی۔ دن بدن وہ خدا شناسی کے حقوق ادا کرتی چلی جائے گی۔ یہ وہ جماعت ہے جسے خدا دنیا میں پھیلائے گا۔ اگر خدا نے اس جماعت کو دنیا میں نہ پھیلانا ہوتا تو خدا حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کی جماعت کے پھیلنے کی کبھی خوش خبری نہ دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہت مشکل رستہ ہے لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ تم ضرور ان رستوں کو طے کرو گے۔ ضرور ان معاملات کو طے کرو گے جس کی خوشخبریاں میں تمہیں دے رہا ہوں، جن کی راہیں میں تمہیں انگلیوں کے اشارے کر کر کے دکھا رہا ہوں۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے حق میں آخری پیشگوئی پڑھتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے لئے یہ پیش گوئی اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ کیا گیا تھا اسے آج ہم پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا، تم ایک ایسے شخص سے پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔ اللہ کرے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وہ تمام توقعات اپنی پوری اعلیٰ شان کے ساتھ پوری ہوں۔ خدا کرے ہم وہ بندے بن جائیں جو روشنی کا مینار ہوں اور جس سے ارد گرد کی تمام کائنات روشنی میں تبدیل ہو جائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی اور کچھ وقفہ کے لئے حاضرین کو الوداع کہنے کے لئے کھڑے رہے اور جلسہ گاہ پرجوش نعروں سے گونجتا رہا۔ جلسہ گاہ سے واپس جاتے ہوئے حضور انور مستورات کے جلسہ گاہ بھی الوداع کہنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور کی تشریف آوری پر مستورات نے گرمجوشی سے نعرے لگائے۔ اور احمدی بچیوں نے نغمے گائے اور اپنے محبوب آقا کو جلسہ کی مبارکباد دی اور دعائیں سمیٹیں۔ خدا حافظ اور السلام علیکم کے الوداعی پیغام کے بعد حضور اپنی دیگر مصروفیات کے لئے تشریف لے گئے۔

(رپورٹ مرتبہ بشیر الدین احمد سامی، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برطانیہ)

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز

برموقع جلسہ سالانہ یوکے، ۱۹۸۶ء

ساتویں قسط

قتل مرتد کی تردید کرنے والی احادیث

اب میں قتل مرتد کی تردید کرنے والی کھلی کھلی احادیث میں سے بعض آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سنئے یہ واضح حدیث جو قتل مرتد کے عقیدے کے بخیے ادھیڑ رہی ہے:

پہلی حدیث:

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک بدو حاضر ہوا اور آنحضور ﷺ کی بیعت کی اس کے بعد اسے مدینہ میں بخار ہو گیا۔ وہ بدو بے چارہ وہمی تھا وہ سمجھا کہ اسلام قبول کرنے کی سزا ملی ہے۔ میں تو مارا گیا اسلام قبول کر کے۔ بیچارہ بڑا سادہ آدمی تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ میرا اسلام واپس کر دیں۔ میں باز آیا اس بیعت سے جس کے نتیجے میں مجھے تکلیف پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ یہ سادہ آدمی ہے اس لئے آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ دیکھو اگر تم ارتداد اختیار کرو گے تو قتل کر ڈالوں گا۔ نہیں! بلکہ آپ نے واضح انکار کر دیا کہ میں تمہاری بیعت واپس نہیں کرتا۔ پھر دوبارہ آیا۔ بخار ابھی چڑھا ہوا تھا اور کہا: میں بیعت فسخ کرنے کی درخواست کرتا ہوں مجھے معاف کر دیں (وہ سمجھتا تھا کہ جب تک رسول اللہؐ اعلان نہ کریں کہ میں نے تمہارا اسلام واپس کر دیا میرا بخار نہیں اترے گا) رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: نہیں۔ میں نے تمہاری بیعت واپس نہیں کرنی۔ اس پر اس نے تیسری بار آکر عرض کی کہ میری بیعت مجھے واپس کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں میں نے نہیں کرنی۔ چنانچہ بدو ناراض ہو کر مدینہ سے چلا گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا "مدینے کی مثال تو بھٹی کی طرح ہے جو میل کو باہر نکال دیتی ہے۔ یعنی غلط آدمی تھا اس لئے باوجود میری کوشش کے اسلام میں نہیں ٹھہر سکا۔ مدینے کی پاکیزگی اور اس کے اچھے ماحول نے اس گند کو باہر پھینک دیا جس طرح بھٹی میل کو نکال دیتی ہے۔

(بخاری کتاب الحج باب المدينة تنفى الخبث)

گویا ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے نزدیک وہ مرتد تھا۔ خود کہہ رہا تھا کہ میرا اسلام واپس کر دیں۔ تین دفعہ ایسا کہا اور جب نکل گیا تو آپ نے فرمایا وہ گندا آدمی تھا۔ اگر اس کے دل میں کوئی بھی صفائی یا نیکی ہوتی تو مدینہ اس کو قبول کر لیتا۔ مگر آپ نے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ کیسے ممکن ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عمرؓ کو تو علم ہو، حضرت علیؓ کو تو علم ہو، حضرت ابو بکرؓ کو تو علم ہو لیکن اگر علم نہ ہو تو رسول اللہؐ ہی کو نہ ہو کہ ارتداد کے جرم کی سزا کیا ہے؟!!

دوسری حدیث:

آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کفار کے ساتھ جو شرائط منظور فرمائیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر کفار مکہ کے پاس چلا جائے گا تو کفار اسے واپس نہیں کریں گے۔

(عبدالملك بن هشام، السيرة النبويه، القاهره۔ مكتبه الكليات الازهريه ۱۹۷۱ء۔ جلد دوم، جزء الثالث صفحه ۲۰۳)

اگر اسلام میں یہ واضح اور قطعی سزا موجود تھی کہ جو ارتداد کرے گا اسے قتل کیا جائے گا تو دین میں آنحضرت ﷺ ہرگز نرمی نہ فرماتے۔

تیسری حدیث:

پھر وہ روایت ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حضرت عثمانؓ کے پاس چھپ کر ایک مرتد نے پناہ مانگی تھی اور اسے رسول اللہ ﷺ نے معاف فرما دیا تھا۔

(سنن ابی دائود، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد)

یہ واقعہ بھی اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ قتل مرتد کا کوئی تصور آنحضرت ﷺ کے ذہن میں موجود نہ تھا۔

چوتھی حدیث:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰؓ نے مجھے ایک فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے حضرت عمرؓ کی طرف بھیجا۔ واقعہ یہ تھا کہ بکر بن وائل قبیلہ کے ۶ افراد اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین کے جتھے سے جا ملے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: ان لوگوں کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی، یا امیر المومنین، ان لوگوں نے اسلام سے ارتداد اختیار کیا تھا اور مشرکوں سے جا ملے تھے۔ قتل کے سوا اور کیا ان کے ساتھ کیا جانا تھا؟ اس پر عمرؓ فرمانے لگے: اگر میں انہیں قتل کئے بغیر صلح سے پکڑتا تو یہ بات مجھے دنیا میں موجود سب سونے اور چاندی کے مل جانے سے زیادہ پسندیدہ تھی۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین، اگر آپ ان لوگوں کو پکڑ لیتے تو آپ ان سے کیا سلوک فرماتے؟ آپ نے فرمایا: میں ان سے کہتا کہ جس دروازے سے نکلے ہو اسی میں واپس آجاؤ۔ اگر وہ ایسا کرتے تو میں انہیں کچھ نہ کہتا اور اگر وہ نہ مانتے تو انہیں قید میں ڈال دیتا۔ (کنزالعمال)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ بھی نظریہ قتل مرتد کے مخالف تھے۔

نظریہ قتل مرتد اور علماء سلف

قتل مرتد کے قائلین جب زمانہ نبوی اور زمانہ خلافت راشدہ میں کوئی مضبوط ٹھوس دلیل نہیں پاتے (کوشش تو بہت کرتے ہیں) تو پھر اجماع کی باتیں شروع کر دیتے ہیں اور اسلام کے وسطی زمانہ (جبکہ تاریکی پھیل چکی تھی) کے علماء کی باتوں سے استنباط کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اجماع ہو چکا ہے اس مسئلے پر، اس لئے اجماع کے مقابل پر کسی کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔

دعویٰ اجماع جھوٹ ہے

دلیل اول:

اس اجماع کے خلاف ایک دلیل تو میں پہلے دے چکا ہوں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مرتدین گرفتار ہوئے ہیں اور ان کو قتل نہیں کیا گیا

(تاریخ الطبری، جزء الثالث ۔حوادث ۱۱ ہجری۔ صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۳۔ نیز تاریخ ابن خلدون جلد دوم القسم الرابع صفحہ ۸۶٤، ۸٦٥)۔

اس لئے اس زمانہ کا اجماع تو قتل مرتد کے عقیدہ کے خلاف تھا۔ اگر قتل مرتد کے عقیدہ کا اجماع ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ حضرت ابو بکرؓ مرتدین کو قتل نہ کرواتے۔ کسی ایک صحابی نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ قرآن کا حکم ہے کہ مرتد کو قتل کیا جائے اور یہ حد ہے جس کو جاری کرنا آپ پر فرض ہے۔ آپ کو اجازت ہی نہیں کہ ان لوگوں کو قتل کے سوا کوئی اور سزا دیں۔ آپ کو کس طرح یہ حق مل گیا کہ ان کو غلام بنالیں؟۔

تو یہ تقریری اجماع ہے صحابہؓ کا۔ ایک مخالف آواز کا بھی نہ اٹھنا ثابت کرتا ہے کہ اگر اجماع ہے تو اس بات کے حق میں ہے کہ مرتد کی سزا اسلام قتل قرار نہیں دیتا۔

دلیل دوم:

سنن دار قطنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ:

" عن ابن عباس قال: المرتدة عن الاسلام تحبس ولا تقتل"

(سنن دارقطنی کتاب الحدود والدیات)

یعنی آپؓ کے نزدیک مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا، قید کیا جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عورت کو میدان جنگ میں بھی قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سو یہ دونوں روایات مخالفت کر رہی ہیں مودودی صاحب کے اس نظریہ کی کہ مرتدہ قتل ہو گی اور اس بات کی بھی کہ قتل مرتد کے نظریہ پر امت کا اجماع ہے۔

دلیل سوم:

علامہ المرغینانی (وفات ۵۹۳ ہجری) فرماتے ہیں:

" .... و لنا ان النبی علیه الصلوٰة والسلام نهٰى عن قتل النساء ، ولان الأصل تأخير الأجزية الى دار الآخرة. اذ تعجيلها يخل بمعنى الابتلاء. و انما عدل عنه دفعاً لشر ناجز و هو الحراب، و لا يتوجه ذالك من النساء لعدم صلاحية البنية بخلاف الرجال"

(علی بن ابوبكر المرغینانی، الهداية شرح بداية المبتدی۔ الطبعة الاخيرة القاهرة۔ شركة مصطفى البابی الحلبی و اولاده۔ ۱۹٦٥ء الجزء الثانی - كتاب السير - باب: احكام المرتدين صفحه ۷۲)

یعنی مرتدہ عورت کو قتل نہ کرنے کی دو وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے (ویسے ضمناً میں بتادوں کہ اس کی اطلاع پاکستانی علماء کو نہیں پہنچی، کیونکہ وہاں احمدی عورتوں کو بھی قتل کیا جا رہا ہے)۔ دوسرے یہ کہ سزا کا اصل یہ ہے کہ اس کو آخرت پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس دنیا میں جلدی سے سزا دے دینا آزمائش کرنے کے اصول میں خلل اندازی ہے اور اس قاعدہ سے جو عدول کیا گیا ہے تو وہ صرف پیدا ہونے والے شر کو روکنے کی غرض سے ہے اور وہ شر، حراب یعنی جنگ ہے اور چونکہ عورتوں میں مردوں کے برعکس اپنی خلقت کی وجہ سے جنگ کی قابلیت نہیں ہوتی اس لئے ان کو قتل کیا ہی نہیں جاتا۔

کیسا اعلیٰ پائے کا استدلال ہے؟ حیرت انگیز، فرماتے ہیں کہ عورتوں کے متعلق جو ہم کہتے ہیں کہ ان کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مرتد کے قتل کا حکم ہی نہیں ہے۔ صرف اس مرتد کے قتل کا حکم ہے جو حربی حیثیت رکھتا ہو اور جس کے متعلق واضح احتمال موجود ہو کہ اگر اسے چھوڑو گے تو جا کے دشمن اسلام کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر تم پر حملہ آور ہوگا۔ چونکہ عورتیں فطرۃً اس قسم کی لڑائی میں شامل ہی نہیں ہوتیں اس لئے کسی کا حق نہیں کہ محض ارتداد کے جرم میں انہیں قتل کر دے۔ یہ واضح کھلا فتویٰ موجود ہے اور ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ اس بات پر امت کا اجماع ہو گیا ہے۔

دلیل چہارم:

اسی طرح بہت بڑے فقیہہ "فتح القدیر" کے مصنف امام ابن الھمام (متوفی ۶۸۱ ہجری)، فرماتے ہیں:

" .... يجب فى القتل بالردة أن يكون لدفع شر حرابه لا جزاء على فعل الكفر ۔ لأن جزآء ه أعظم من ذالك عندالله تعالى. فيختص بمن يتأتى منه الحراب ، وهو الرجل ، ولهذا نهى النبى ﷺ عن قتل النساء ۔۔ ولهذا قلنا: لو كانت المرتدة ذات رأى و تبع تقتل ، لا لردتها ، بل لأنها حينئذ تسعى فى الارض بالفساد".

(محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الهمام۔ شرح فتح القدير على الهداية۔ طبع اول القاهره۔ شركة البابى الحلبى۔ ۱۹۷۰ء۔ الجزء السادس۔ كتاب السير باب احكام المرتدين۔ صفحه ۷۲)

یعنی مرتد کو صرف اس صورت میں قتل کیا جانا چاہئے جب اس کی طرف سے جنگ کے خطرے کو ٹالنا مقصود ہو نہ کہ محض کفر اختیار کرنے کی بناء پر، کیونکہ کفر اختیار کرنے کی سزا خدا کے نزدیک اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ لہٰذا صرف ایسے مرتد کو قتل کیا جائے گا جو محارب ہو جو عموماً مرد ہوتا ہے نہ کہ عورت۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بھی عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے ...... اس بناء پر ہمارے نزدیک اگر مرتدہ عورت اثر و رسوخ اور جتھہ رکھنے والی ہو تو وہ قتل ہو گی۔ اور اپنے ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے۔

دلیل پنجم:

اسی طرح امام البابرتی (متوفی ۷۸٦ ہجری) فرماتے ہیں: "قتل صرف جنگ کرنے کی بناء پر کیا جائے گا۔

کیونکہ محض کفر کرنے پر کسی کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے اندھے، اور گھر میں پڑے ہوئے اور پیر فرتوت کو قتل نہیں کیا گیا" (گزشتہ حوالہ صفحہ ۷۴)

دلیل ششم:

نیز علامہ السرخسی جو پانچویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں لکھتے ہیں:

"کفر کرنا اگرچہ بہت بڑا جرم ہے مگر یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے۔ اس لئے اس کی سزا آخرت کو ملے گی۔ دنیا میں جو سزائیں دی جاتی ہیں وہ بندوں کے مصالح کی حفاظت کے لئے جاری کی گئی ہیں جیسے جانوں کی حفاظت کے لئے قصاص کی سزا، نسب کی حفاظت کے لئے حد زنا، لوگوں کے اموال کی حفاظت کے لئے حد سرقہ، عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے حد قذف اور عقل کی حفاظت کے لئے حد خمر ہے۔ چونکہ کفر پر اصرار کرنے والا مسلمانوں کا محارب ہوتا ہے اس لئے اس کی طرف سے جنگ کے شر سے بچاؤ کے لئے اسے قتل کیا جاتا ہے۔ جنگ اور محاربت کے شر سے بچاؤ کی فوری علت کو بعض جگہ خدا نے واضح بیان کیا ہے۔ جیسے فرمایا: فان قاتلوكم فاقتلوهم" اور بعض جگہوں پر اس تک لے جانے والے سبب، شرک کا ذکر فرمایا ہے۔ پس جب ایک طرف یہ ثابت ہو گیا کہ قتل کرنے کی وجہ، جنگ اور محاربت ہے اور دوسری طرف یہ معلوم ہے کہ عورت کی خلقت جنگ کے قابل نہیں اس لئے وہ کافرہ ہونے کی وجہ سے قتل ہوتی ہے نہ ارتداد اختیار کرنے پر۔"

(شمس الدين السرخسي، كتاب المبسوط طبع دوم، بيروت ، دارالمعرفة للطباعة والنشر جزء دهم صفحه ۱۱۰)

یہ کہتے ہیں اجماع ہو گیا ہے۔ اجماع کی باتیں کہاں سے کر رہے ہیں اور یاد رہے کہ یہ درمیانی زمانہ اسلام کے علماء میں سے ہیں۔

دلیل ہفتم:

اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاد حضرت حماد کے استاد حضرت ابراہیم النخعیؒ جو علماء حدیث اور فقہ میں ایک غیر معمولی مقام رکھتے ہیں، ان کے متعلق لکھا ہے کہ:

"وہ مرتد کو موت تک یعنی غیر محدود مدت تک مہلت دینے کے قائل تھے۔"

(امام محمد بن علي بن محمد الشوكاني، نيل الاوطار. الطبعة الأخيرة القاهرة شركة مصطفى البابي الحلبي. جزء ہفتم. ابواب احكام الردة والاسلام. باب قتل المرتد. صفحه ۲۲۱)

اتنا بڑا چوٹی کا عالم، جو علماء حدیث اور فقہ میں ایک غیر معمولی مقام رکھتا ہے اس کا اختلاف انکو نظر ہی نہیں آ رہا اور کہتے ہیں: اتفاق ہو گیا ہے۔ چونکہ اس مسئلہ پر کامل اتفاق ہو گیا ہے اس لئے یہ اسلام کا ایک مسلمہ مسئلہ بن گیا ہے۔

عصر حاضر کے علماء کی آراء

اس زمانہ کے علماء نے بھی کبھی اس نظریہ پر اتفاق نہیں کیا۔ سابقہ تو کبھی ہوا ہی نہیں۔ اب بھی اجماع نہیں ہوا۔ مثلاً:

(۱) امام محمود شلتوت سابق شیخ الازہر فرماتے ہیں:

"اس جرم کے بارہ میں جو کچھ قرآن کریم میں آیا ہے وہ درج ذیل آیت کریمہ ہے:

﴿ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر. فاولئك حبطت اعمالهم في الدنيا والآخرة. و اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون﴾

اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس آیت میں صرف یہ ذکر ہے کہ ایسے مرتدین کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آخرت میں آگ میں رہتے چلے جانے کی سزا پائیں گے۔

جہاں تک اس جرم کی دنیوی سزا کا تعلق ہے تو اس کے ثبوت میں فقہاء درج ذیل حدیث پیش کرتے ہیں جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من بدل دينه فاقتلوه"

علماء نے اس حدیث پر مختلف زاویوں سے بحث کی ہے.....

اس مسئلہ کے بارہ میں نقطہ نظر اس وقت بدل جاتا ہے جب یہ بات سامنے رکھی جائے کہ بہت سے علماء کی رائے میں حدود کہلانے والی سزاؤں کی بنیاد حدیث آحاد کو نہیں بنایا جا سکتا اور یہ کہ صرف کفر کی وجہ سے کسی کا خون بہانا جائز نہیں بلکہ صرف اس صورت میں کسی کا خون بہانا جائز ہوگا جب کوئی مسلمانوں سے جنگ کرے اور ان پر حملہ کرے اور بزور شمشیر ان کو ان کے دین سے روکے اور یہ کہ قرآن کریم کی اکثر آیات واضح طور پر دینی امور میں کسی پر زبردستی کرنے کی مخالفت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي" نیز فرمایا" افانت تكره الناس حتى يكونوا مؤمنين"

(الاسلام......عقيدة و شريعة، طبعة دار العلم بالقاهرة صفحه ۲۹۲،۲۹۳)

(۲) نیز استاذ محمد محمود زغلت، ڈاکٹر علاؤالدین زیدان، عبدالمنعم بجی الکامل اور بجی کامل احمد صاحبان کی رائے ہے کہ:

"اس مزعومہ حد کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے برعکس متعدد آیات قرآنیہ اس قسم کے مزاعم کو قطعاً باطل قرار دیتی اور انسان کو کفر یا ایمان کے اختیار کرنے میں آزادی دیتی ہیں چاہے وہ اسلام میں داخل ہو جائے اور چاہے تو اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے۔ نیز بتاتی ہیں کہ ہر انسان کے ایمان لانے یا حق سے اعراض کرنے کا حساب خود اللہ تعالیٰ آخر کار لے گا کیونکہ وہی اپنے بندوں کے سینوں کے پوشیدہ رازوں اور دلوں کے حالات سے پوری طرح باخبر ہے"۔

"......جو لوگ حضرت ابو بکر الصدیقؓ کی مرتدین کے خلاف حروب میں قتل مرتد کا جواز نکالتے ہیں انہیں جاننا چاہئے کہ اگر ہم ان حروب کے مختلف تاریخی پہلوؤں پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ وہ لوگ صرف مرتد نہ تھے بلکہ انہوں نے اسلامی معاشرہ کے اندر فتنہ کھڑا کر رکھا تھا اور ملک کے امن و امان کو برباد کر دیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے مدینہ کا محاصرہ بھی کر لیا تھا۔ جس پر مجبور ہو کر ابو بکر ان کے مقابلہ پر نکلے اور انہیں محاصرے سے نکالا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بات صرف اتنی سی نہ تھی کہ چند افراد مرتد ہو گئے تھے اور ان سے ان کے ارتداد کی وجہ سے جنگ کی گئی بلکہ ابو بکرؓ نے ان مرتدین کے خلاف اس لئے جنگ کی کہ تا آپ ان کی اسلامی حکومت پر یلغار کو روکیں اور اس میں فتنہ پردازی سے انہیں باز رکھیں تا کہ وہ اسلامی حکومت کے امن اور سلامتی کے لئے خطرہ نہ بنیں۔ آپ نے یہ قدم درج ذیل ارشاد الٰہی کی روشنی میں اٹھایا تھا۔ " و قاتلوا الذين يقاتلونكم و لا تعتدوا ان الله لايحب المعتدين"(البقرہ ۱۹۰)

اسی طرح کتب تاریخ میں مذکور ثعلبہ کا قصہ بھی حد ردہ کے بطلان پر بین ثبوت ہے اور اس بات کی تردید کرتا ہے کہ ابو بکرؓ نے مرتدین سے صرف اس بناء پر جنگ کی تھی کہ وہ زکوٰۃ دینے سے انکاری ہو گئے تھے۔ کیونکہ ثعلبہ نے تو رسول اللہ ﷺ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور آپ کے عامل کے ساتھ بڑی بے باکی اور بدزبانی کا مظاہرہ کیا تھا، مگر پھر بھی آپؐ نے نہ اس کے قتل کا ارشاد فرمایا اور نہ ہی اس سے زبردستی زکوٰۃ وصول کرنے کا۔ بلکہ بعد میں خود ثعلبہ نادم ہو کر جب زکوٰۃ دینے آیا تو آپؐ نے لینے سے انکار فرمادیا۔ اسی طرح آپ کے بعد ابو بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے زمانہ خلافت میں کبھی اس سے زکوٰۃ قبول نہ کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور نہ ہی عہد صدیقی میں کوئی ایسا جبری ٹیکس سمجھی جاتی تھی جو قوت سے وصول کیا جاتا ہو، اور جو زکوٰۃ دینے سے انکاری ہوتا اس کے خلاف چڑھائی کی جاتی تھی۔ نہیں، بلکہ مسلمان اپنے کامل ارادے سے اپنے مولا کی فرمانبرداری کرتے ہوئے، اپنے نفسوں کو پاک کرنے کی خاطر زکوٰۃ ادا کرتا تھا۔

اور ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ، رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے اور سب امور میں آپؐ کے اسوہ حسنہ پر کاربند تھے۔ ایسی صورت میں آپ کے لئے یہ ناممکن ہے کہ آپؓ تلوار کے زور سے کسی کو دین اسلام کی طرف لوٹنے پر مجبور کرتے۔ پس ہم خدا سے ڈرتے ہیں کہ ابو بکرؓ کی طرف وہ بات منسوب کریں جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مخالف ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ آپ نے ان مرتدین سے صرف اور صرف اس لئے جنگ کی تھی کہ تا آپ نئے نئے پروان چڑھنے والے اسلامی معاشرہ کو ان لوگوں کے فتنہ اور یورش سے بچائیں۔

ان حقائق کی روشنی میں وہ سارے فاسد خیالات جھوٹے ثابت ہو جاتے ہیں جو مستشرقین اور دشمنان اسلام نے "مرتدین کے ساتھ ابو بکر کی جنگیں" کے نام سے مشہور کئے ہوئے ہیں"۔

(حقيقة الحكم بما انزل الله. طبع اول. دار نهر النيل ، القاهره صفحه ۱۲۶ تا ۱۳۲)

(۳) اسی طرح درج ذیل علماء کرام نے بھی اس بودے نظریہ کو بڑی شدت کے ساتھ رد کیا ہے۔

☆ مولوی غلام احمد پرویز۔

(نقطه پرکار حیات ،یعنی جهاد کا صحیح مفهوم قرآن کریم کی روشنی میں. اداره طلوع اسلام اشرف پریس لاہور. جولائی ۱۹۶۸ء صفحه ۳۰،۳۱)

☆ مولوی ابوالکلام آزاد۔

(تفسیر ترجمان القرآن . زمزم کمپنی لمیٹڈ لاہور جلد اول)

☆ مولانا نواب اعظم یار جنگ چراغ علی۔

(اعظم الکلام فی ارتقاء الاسلام. طبع اول ، حیدر آباد دکن. ۱۹۱۰ء جز اول)

☆ مولانا محمد علی جوہر رئیس احرار۔

(سیرت محمد علی ، بقلم رئیس احمد جعفری. طبع اول کتاب منزل ، لاہور)

☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔

(اسلام اور عیسائیت، ثنائی برقی پریس ، ہال بازار روڈ امرتسر ۱۹۴۱ء)

☆ جناب رحمت اللہ طارق۔

(قتل مرتد کی شرعی حیثیت، اداره ادبیات اسلامیه ، ملتان، طبع ثالث ۱۹۸۷ء)

☆ چیف جسٹس ایس اے رحمان۔

(Punishment of Apostasy in Islam، اداره ثقافت اسلامیه پاکستان)

☆ جسٹس ایم آر کیانی، اور جسٹس محمد منیر۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

منتخب اشعار از کلام کامل

برسے ہیں گھر شام و سحر دیدہ تر سے
دولت یہ ملی ہے مجھے اللہ کے گھر سے
آئین وفا میں کوئی ترمیم نہ ہوگی
بیٹھے ہیں تو اٹھیں گے نہ ہرگز ترے در سے
ہوتا ہے گماں اپنی ہی بے بال و پری کا
آتے ہیں نظر جب ہمیں اڑتے ہوئے پر سے
ہے منزل مقصود اگر دور تو کیا ہے
روکے سے کہیں رکتے ہیں دریا بھی سفر سے

ہم تو معصوم سمجھتے تھے تجھے اے واعظ
ہائے کمبخت کہ تو ہم سے بھی بدتر نکلا

دیکھ اے ناصح نہ دیکھ اس بت کو اپنی آنکھ سے
دیکھنا منظور ہے تو دیکھ میری آنکھ سے

بے قصد جو کھینچی ہیں کبھی چند لکیریں
کاغذ پہ تری شکل و شباہت ابھر آئی

(کامل دہلوی)

خطبہ جمعہ

جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں

آپ بحیثت جماعت توحید کے علمبردار اس وقت بنیں گے
جب آپ دنیا میں خدا کے نیچے خدا کی روحوں کو ایک کر دیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۸؍ جولائی ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۸؍ وفا ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
و آت ذاالقربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا. ان المبذرين كانوا اخوان
الشياطين. و كان الشيطان لربه كفوراً. (بنی اسرائیل: ۲۷، ۲۸)

جلسہ سالانہ میں اب صرف ایک ہفتہ باقی ہے اور وہی دن پھر آ گئے ہیں جو ہر سال ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ یہ ایک ہفتہ جلسے کی مختلف تیاریوں میں خصوصیت کے ساتھ مصروف رہے گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مختلف نئے چہرے دکھائی دینے لگے ہیں جو محض جلسے کی خاطر رونما ہوتے ہیں۔ اور جلسے کے بعد پھر واپس اپنے وطن کو لوٹتے ہیں۔ مختلف ممالک سے اس جلسے میں شرکت کے لئے کچھ دوست آ چکے ہیں، کچھ آ رہے ہیں۔ اس لئے انہی دنوں کی باتیں جو ہمیشہ دہرائی جاتی ہیں وہی دہرائی جائیں گی۔ آج کے خطبے میں میں وہی باتیں آپ کو یاد کراؤں گا جو ہمیشہ یاد کراتا رہتا ہوں۔ لیکن جلسہ کے موقعہ پر ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں جو خاص اس جلسے سے تعلق رکھتی ہیں۔ سب سے پہلے تو آنے والوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو اور بھی آئیں گے، بعد میں آئیں گے ان سب کو بحیثیت امام جماعت احمدیہ بھی اور بحیثیت انگلستان میں رہنے والے آپ کے سب سے بڑے مہمان نواز کے طور پر آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ سارے انگلستان کی جماعت اس وقت ہمہ تن مصروف ہے۔ اور جن کو توفیق ہے وہ اپنے گھروں کو بھی ٹھیک کروا رہے ہیں۔ آج کل آپ کو بہت سی ایسی شاپنگ ملے گی جو محض جلسے کی خاطر ہوتی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ ان امور میں سب سے پہلے تو میں آنے والوں کے متعلق کچھ باتیں کہوں گا، پھر مہمان نوازوں کے متعلق بھی کچھ باتیں کہوں گا۔

جہاں تک آنے والے ہیں ان کا تعلق محض خدا سے ہے، اللہ کی خاطر آئے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا کی خاطر ان کو آنا چاہئے۔ اور دوسری ساری اغراض کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔ بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ آنے والے کچھ اور نیتیں بھی ساتھ رکھتے ہیں جن میں سے ایک نیت یہاں پناہ ڈھونڈنا یا یہاں نہیں تو یہاں کے بہانے بعض دوسری جگہ پناہ ڈھونڈنا ہے۔ پناہ ڈھونڈنا ان کا ایک حق ہے لیکن جلسے کو اس کے لئے استعمال کرنا ان کا حق نہیں ہے بلکہ جماعتی لحاظ سے یہ ایک بہت خطرناک جرم ہے۔ ایسا کہ پھر زندگی بھر بخشا نہیں جائے گا۔ اس لئے میں واضح طور پر آپ سب کو متنبہ کرتا ہوں۔ اگرچہ لازماً بہت بھاری تعداد آپ میں سے ایسی ہوگی جو محض خدا کی خاطر آئے، خدا کی خاطر واپس جائیں گے۔ کئی صرف چہرہ دیکھنے آتے ہیں، چہرہ دیکھ کے چلے جاتے ہیں۔ اس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو ہمیشہ پہلے بھی آتے رہے اور جلسہ سالانہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے۔ ایسے لوگوں کو جماعت سے نکال دیا گیا اور اب وہ جتنی چاہیں درخواستیں لکھیں اب ان کو دوبارہ جماعت احمدیہ میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ اسی حالت میں ان کی موت آئے گی۔ کیونکہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی بجائے دنیا کو دین پر مقدم کیا اور تمام مخلصین کو جو پاکستان میں محض جلسے کے لئے ترستے رہتے ہیں ان کو جلسوں سے محروم کر دیا۔ یہ بڑا جرم ہے جو عام جرم نہیں ہے۔ اب موت کے بعد ہی خدا تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ کس حد تک وہ معافی کے لائق ہیں یا نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس سے پہلے انگلستان کی حکومت جماعت احمدیہ کو ہزاروں ویزے اس غرض سے دیا کرتی تھی کہ جلسہ پر آئیں، شوق سے اپنے مذہبی تہوار میں حصہ لیں اور واپس چلے جائیں لیکن دن بدن اس میں سختی ہونی شروع ہوئی کیونکہ بہت سے ایسے جنہوں نے ایمبیسی میں جا کر یہ عہد کیا کہ ہم محض جلسے کی خاطر جا رہے ہیں اور واپس آئیں گے اس عہد کو توڑا اور یہاں آ کر یہاں کی سہولتیں لینے کی خاطر وہ یہیں ٹھہر گئے۔ شروع میں انگلستان کی حکومت نے ہاتھ ذرا آہستہ سخت کیا ہے، پہلے ہزاروں کو اجازت دیا کرتے تھے پھر سینکڑوں کو دینے لگے یہاں تک کہ پھر سینکڑوں کو اجازت دیتے وقت بھی وہ متردد ہو جاتے تھے۔ نظام جماعت کی طرف سے جو تصدیق کی جاتی تھی اس کو بھی انہوں نے نظر انداز کر دیا۔ یہاں تک کہ نظام جماعت کی طرف سے جماعت کے نمائندوں کی جو تصدیق کی جاتی تھی اس کو بھی نظر انداز کرنے لگے اور یہ جماعت کے منہ پر ایک قسم کا تھپڑ تھا کہ تم دنیا میں دینی اخلاق اور دینی اقدار کی حفاظت کرنے والے لوگ ہو، یہ تمہارا حال ہے کہ جلسہ پر آنے کے لئے جلسے کو اسائلم کے لئے یعنی یہاں پناہ ڈھونڈنے کے لئے ایک بہانہ بنا لیا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس غرض سے یہاں آئے اور کسی اور غرض کے لئے ٹھہر جائے۔ ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو کسی اور ملک میں جانے کے بہانے یہاں سے فائدہ اٹھائے اور پھر جا کر کہہ دے کہ ہم نے تو ملک چھوڑ دیا ہے۔ اب یورپ کا نظام اس قسم کا ہو گیا ہے کہ اگر ایک ملک کسی کو ویزا دیتا ہے اور وہ یورپ میں کہیں بھی پناہ لیتا ہے اس کی ذمہ داری اس ملک پر ڈالی جاتی ہے جس نے ویزا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں انہیں خفت اٹھانی پڑتی ہے اس لئے اس جلسہ پر تو یہ نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو اس کے نتائج کے لئے آپ تیار رہیں۔ خدانخواستہ اگر ایک آدمی بھی ایسا نکلا جس نے جلسے سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور دنیا داری کو اپنا لیا تو اس کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ساری عمر اس کی معافی کی درخواست زیر غور نہیں آئے گی۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ جماعت سے نکالا گیا ہے اور اسی حالت میں وہ مرے گا۔ اس سے پہلے بعض لوگ کچھ سال درخواستیں دینے کے بعد یہ لکھنا شروع کر دیتے تھے کہ ہمارا تو بہت برا حال ہے جماعت کے بغیر، ہم تو تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی پانی کے بغیر تڑپ رہی ہے ہمیں داخل کرو۔ میں ان کو یہی جواب دیتا ہوں کہ جس گندے پانی کو تم نے اپنا لیا ہے اس گندے پانی میں رہو اور ہمارے شفاف پانی کو اسی طرح رہنے دو۔ اب مرتے دم تک تمہیں اس پانی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

صرف ایک یا دو ایسے معاملات ہوئے تھے جن میں ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ واقعۃً ہمارے دل کو تکلیف ہے تو ہم یہاں کی درخواستیں واپس لیتے ہیں ہمیں حکومت نے جو سہولتیں دی ہیں، جو پاسپورٹ دئے ہیں سب واپس کرتے ہیں اور واپس اپنے ملک میں جاتے ہیں اور واقعۃً انہوں نے ایسا کیا۔ یہاں کا منظور شدہ ان کا جو حق تھا یا حق نہیں لیکن گورنمنٹ نے حق سمجھا منظور کر لیا اسے انہوں نے واپس کر دیا اور کہا کہ ہماری غلطی تھی ہم نے احمدیت کو بہانہ بنایا تھا اس لئے ہم واپس جاتے ہیں ہمارا اب یہاں سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کو لازماً معاف کیا جانا تھا اور معاف کیا گیا۔ لیکن جو بد اثر پیدا کر دیا گیا ہے وہ بہت ہی خوفناک ہے جو ابھی تک چل رہا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ایمبیسی والے جماعت کے بعض بزرگوں کے منہ پر یہ بات مارتے رہے اور دیکھتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ وہ نہیں، یہ چہرے وہ نہیں ہیں جو اس قسم کی حرکتیں کریں پھر بھی ان کی بے عزتی کرتے رہے۔ پس اس دفعہ خصوصیت کے ساتھ ہمارا رابطہ متعلقہ محکموں سے ہوا ہے ان سے ہم نے دوبارہ درخواست کی ہے کہ از سر نو اس پر غور کریں۔ اور دوبارہ انہوں نے کچھ سہولتیں دینی شروع کی ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ کوئی ایک بھی گندی مچھلی اس صاف ماحول کو دوبارہ گندہ نہیں کرے گی۔

جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ہر دوسرے پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ ہمارے مہمان ہیں اور اس لئے مہمان ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور ہم ہر پہلو سے ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت کریں گے۔

جہاں تک جماعت کے دوستوں کا تعلق ہے جو انگلستان میں رہتے ہیں یا مختلف مہمان نوازی کے شعبوں میں خصوصیت کے ساتھ متعلق ہیں ان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہمانوں کے دل نازک ہوا کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رشتہ داروں یا عزیزوں کے گھر ٹھہریں گے اور وہ دیر سے ان کو جانتے ہیں، ان کا معاملہ الگ ہے لیکن کچھ ایسے بھی جو محض خدا کی خاطر آئے، کسی کو جانتے نہیں، ان کی مہمان نوازی شعبے نے کرنی ہے۔ اور وہ ذاتی مہمان نوازی نہیں مگر اللہ کی خاطر ہے۔

جہاں تک مہمان نوازی کے ایام کا تعلق ہے تین دن کی روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہمانی تین دن کی ہوا کرتی ہے اس کے بعد اجازت سے ٹھہرو۔ اور مہمانی کے بعد جو تعلق ہے میزبان اور مہمان کا اسے صدقہ فرمایا۔ لیکن نظام جماعت میں آنا جو ہے وہ اور رنگ رکھتا ہے۔ یہ ہرگز اس قسم کا معاملہ نہیں کہ تین دن کے بعد صدقہ شروع ہو جائے۔ جماعت نے پندرہ دن کی ذمہ داری قبول کی ہے کیونکہ بہت دور دور سے لوگ تشریف لاتے ہیں اور یہاں آتے ہی تین دن ہاتھ لگا کر واپس جانا ان کے لئے ممکن ہی نہیں۔ ویسے بھی ممکن نہیں یعنی سفر کی جو سہولتیں مہیا ہوتی ہیں وہ خاص تین دن کے لئے احمدیوں کو نہیں مل سکتیں اسلئے ان سہولتوں کو پھیلانا پڑتا ہے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں پندرہ دن جہاں تک ہمارا پرانا تجربہ ہے کافی ہیں۔ اور پندرہ دن آپ جماعت کے مہمان ہونگے۔ لیکن جو انفرادی طور پر کہیں ٹھہرے ہیں ان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ چند دن کے بعد پھر جماعتی انتظام میں منتقل ہو جائیں۔ کیونکہ جو مقامی دوست ہیں سوائے اس کے کہ ان کی رشتہ داریاں ہوں، ان کی دوستیاں ہوں، پرانے سلسلے چل رہے ہوں آپس میں ایک دوسرے کے ہاں ٹھہرنے کے، ان کے سوا جو اجنبی مہمان ہیں ان کو چند دن کے بعد از خود ہی جماعتی نظام میں منتقل ہو جانا چاہئے تاکہ مقامی دوستوں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

یہ آیت کریمہ جو میں نے پڑھی ہے ﴿و ات ذاالقربیٰ حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيراً﴾ اس میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ ﴿ات ذاالقربیٰ حقه﴾ جو قریبی ہے اس کا حق اس کو دو ﴿والمسكين﴾ اور مسکین کو بھی ﴿وابن السبيل﴾ اور راستہ چلتے کا بھی ﴿ولا تبذر تبذيراً﴾ لیکن حد سے زیادہ اسراف نہ کرنا۔ اس آیت کے مختلف پہلو سے اطلاق ہو سکتے ہیں۔ کچھ تو اس پہلو سے کہ بعض لوگ محض دکھاوے کی خاطر اپنی توفیق سے بڑھ کر بعض مواقع پر خرچ کرتے ہیں جبکہ ان کا دل اندر سے تنگی محسوس کرتا ہے۔ ایسے مواقع پر مثلاً شادی بیاہ پر آنے والوں پر یا قریبیوں کے گھر ٹھہریں یا مسکین کو بھی جب وہ کھانا کھلائیں تو دکھاوے کی خاطر کھلائیں گے، رستہ چلتے کو بھی دیں گے تو دکھاوے کی خاطر دیں گے، ایسے لوگ ہمیشہ اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنا نام کمانے کی خاطر ایک نیکی سرانجام دیتے ہیں اس نیکی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ﴿ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين﴾ یہ خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں ﴿و كان الشيطان لربه كفوراً﴾ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اور یہ لوگ جو اپنی توفیق سے باہر خدا کی خاطر نہیں بلکہ اپنے نفس کو بڑا کرنے کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ وہ دکھاوا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان معنوں کا کوئی اطلاق بھی جلسے کے دوران کسی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ جہاں تک میں نے یہاں کے میزبانوں کو دیکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے محض اللہ کی خاطر یہ کام کرتے ہیں اور کوئی دکھاوا ہرگز ان کا مقصود نہیں ہوتا۔

لیکن اس آیت کریمہ کا ایک اور معنی بھی لیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں ان کو ان اقدار کو سامنے رکھنا چاہئے اور نیکی کی خاطر بھی حد سے بڑھ کر کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ذاالقربیٰ، مساکین، وابن السبیل، ان پر خرچ کرنا نیکی ہے اور بعید نہیں کہ بعض لوگ دھوکے میں کہ نیکی پر خرچ کرو جتنے مرضی قرضے اٹھاؤ سب جائز ہے وہ ضرورت سے بڑھ کر خرچ کر دیں۔ ایسے نیک نیت لوگ جو حقیقت میں غلطی خوردہ ہیں۔ ان کے لئے نصیحت ہے کہ ایسا نہ کرنا ورنہ یہ شیطانی کام ہوگا جو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

پس مہمان نوازی میں توفیق ضروری ہے۔ ایسی توفیق جو کھینچ کر لمبی تو کی جا سکتی ہے مگر اس کی حدود سے باہر نہیں نکلا جا سکتا۔ آپ مہمان کی خاطر وقتی طور پر کچھ قرض بھی اٹھا سکتے ہیں جو کچھ عرصے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اور انسان اپنے لئے جب قرض اٹھاتا ہے تو مہمانوں کی خاطر بھی قرض اٹھایا جا سکتا ہے مگر یہاں جس تبذیر کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان قرضوں کے بوجھ تلے دب جائے، اپنی توفیق سے باہر کی چھلانگ لگائے اور مقصد صرف دکھاوا ہو تو دکھاوا نہ بھی مقصد ہو، نیکی بھی مقصد ہو اس میں بھی اپنی توفیق کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں سادگی تھی اور بے تکلفی تھی۔ توفیق نہ بھی ہو تو توفیق بنالی جاتی تھی۔ اور اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سب سے پہلے مہمانوں کی خاطر اپنے گھر سے سوال کیا کرتے تھے کہ بتاؤ کچھ ہے کہ نہیں۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ایک مہمان کی خاطر سوال کیا تو سب ازواج مطہرات کی طرف سے یہی جواب آیا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح چاہو، جو چاہو کرو مگر تم نے ضرور مہمان کی خدمت کرنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے کوئی اور ہے جو اس مہمان کو لے لے۔ ایک صاحب اٹھے انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ میں ہوں۔ اتنی غربت کا زمانہ تھا کہ اس کے گھر میں بھی اور کوئی کسی کے لئے کھانا نہیں تھا۔ نہ ماں کے لئے کھانا تھا نہ باپ کے لئے کھانا تھا۔ صرف بچوں کے لئے پڑا ہوا تھا۔ لیکن وہ اٹھا اور بڑی بہادری سے کہا۔ اب یہ تبذیر نہیں ہے۔ توفیق سے بڑھ کر تو خرچ ہے مگر وہ توفیق کھینچ کر بڑھا دی گئی ہے یعنی تکلیف برداشت کرنے کی توفیق۔ یہ معاملہ تبذیر سے باہر کا معاملہ ہے۔ پس وہ تکلیف جو انسان مہمان کی خاطر اٹھاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مہمان نوازی میں شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر خاص طور پر ایسا واقعہ گزرا جو قیامت کے دن تک مہمان نوازی میں آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتا رہے گا۔ اس خاوند نے اپنی بیوی سے پوچھا کتنا کھانا ہے؟ اس نے کہا صرف اتنا کہ بچوں کو دیا جا سکتا ہے۔ اس نے کہا اچھا پھر بچوں کو تو سلا دو۔ جس طرح بھی ہو تھپکیاں دو۔ تم نے اور میں نے بھی کھانا نہیں کھانا۔ یوں کرنا کہ لیمپ ٹھیک کرنے کے لئے جو دیئے ہوا کرتے تھے اس زمانہ میں اس کو درست کرنے کی خاطر کھانا کھانے سے پہلے وہ دیا بجھا دینا۔ اور بظاہر یہ اثر پڑے گا مہمان پر کہ اچانک غلطی سے بجھ گیا ہے۔ وہ دیا بجھا کر میں اور تم خالی منہ سے آوازیں نکالیں گے اور مہمان کو جتنا بھی کھانا ہے وہ اسی کے لئے کافی ہوگا اس کو کھانا کھانے دیں گے۔ اس صورت میں وہ دستر خوان کے گرد بیٹھے کہ وہ دونوں آوازیں نکال رہے تھے اور ایک کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں تبذیر میں بھی ایک جھوٹ ہے۔ مگر یہ جھوٹ جھوٹ نہیں ہے کیونکہ اگر یہ جھوٹ ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس کی تعریف نہ فرماتے۔ بغیر کچھ کہے کسی پر ایسا اظہار کرنا کہ ایک نیکی میں مددگار ہو، مہمان نوازی کی تائید کرنے والا ہو لیکن منہ سے کوئی جھوٹ نہ بولا گیا ہو۔ یہ تعصب کے لحاظ سے شاید جھوٹ کوئی سمجھے مگر یہ جھوٹ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو نیکی ہی شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن جب وہ نماز کے لئے حاضر ہوا آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کیا رات کو۔ وہ حیران تھا کہ اس بات کا کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ تم نے کیا کیا کہ آسمان پر خدا بھی خوش ہوا اور خوشی کے اظہار میں جو آواز نکلتی ہے ہنسی کی آسمان پر خدا ہنسنے لگا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسا تم نے واقعہ کیا ہے۔ اس پر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اتنے پیار سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ اور ہمیشہ کے لئے اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہو گیا۔ اب آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ یہ تبذیر نہیں ہے۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ نیکی میں حد سے زیادہ توفیق پانے کی ایک ایسی مثال ہے جو دنیا میں کم دکھائی دیتی ہے۔

تو مہمان کے لئے اس حد تک آپ اپنی وسعتوں کو بڑھائیں کہ آپ کی مہمان نوازی کی وسعت تو بڑھے لیکن اپنی ذات پر بے شک تنگی آئے۔ لیکن ایسی وسعت نہ کریں جیسے دکھاوے والے دنیا کو دکھانے کی خاطر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی مہمان نوازی اسی رنگ کی ہوگی۔

دوسری ایک بات جو جلسے کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ جلسے پر بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نازک مزاج بن کر آتے ہیں اور اس میں کچھ ان کا حق بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی دور سے آئے ہیں، محض خدا کی خاطر آئے ہیں۔ اس لئے ہمارا پورا خیال رکھنا چاہئے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر میزبان کا یہ کام نہیں ہے کہ ناراض ہو۔ یہاں ایک ایسا واقعہ گزرا تھا جس کی وجہ سے میں بعض جماعتوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ بڑی بدتمیزی سے مہمانوں کو کہا گیا کہ قبول کرتے ہو تو کرو، نہیں تو جاؤ جو مرضی ہے کرو۔ بڑی ذلیل اور کمینی حرکت تھی۔ جو عام طور پر ایسے شخصوں سے رونما نہیں ہوا کرتی جن کو میں جانتا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے ہمیشہ کے لئے میں نے ان کو جماعت کی خدمت سے محروم کر دیا۔ ایسا ہی واقعہ ایک جرمنی میں بھی ہوا۔ اور ایک مہمان نواز صاحب جو غیر ملکیوں کے مہمان نواز تھے اس کام پر مقرر تھے وہاں ایک احمدی بعض

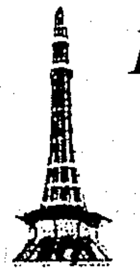
Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

غیراحمدی لڑکوں کو بلا کر لایا ہوا تھا اور ان کے اصرار کے باوجود کہ نہیں کوئی ضرورت نہیں وہ ان کو زبردستی اس مہمان خانے میں لے گیا جو غیر ملکیوں کے لئے تھا۔ اب ایسے موقعہ پر ایک طرف انتظام ہے ایک طرف اخلاق ہیں۔ ایک طرف عمومی ذمہ داری ہے جو خدا کے مہمانوں کی ادا کرنے والی ہے اس وقت حکمت سے کام لینا چاہئے لیکن اخلاق فاضلہ کو بہر حال ان انتظامی ذمہ داریوں پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔ ان صاحب نے جو منتظم تھے انہوں نے اپنا فرض یہ سمجھا کہ جا کر ان کی کھانا کھاتے ہوؤں کی پلیٹیں چھین کر پھینک دیں اور واپس جا کر انہوں نے مجھے یہ خط لکھا۔ انہوں نے کہا ہم تو کچھ اور سمجھ کے آئے تھے آپ کی جماعت کو، یہ تو کچھ اور نکلی ہے۔ میں تو یقین نہیں کر سکا۔ میں نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا، ضرور انہوں نے کوئی زیادتی کی ہے اور ایسا واقعہ ممکن نہیں۔ لیکن تحقیق بھی کروائی اور پتہ لگا واقعتاً بعینہ یہی ہوا۔ اور ان صاحب نے جن کو خدا کے فضل کے ساتھ جھوٹ کی عادت بہر حال نہیں ہے انہوں نے تسلیم کیا کہ ہاں مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے۔ تو اپنی طرف سے منتظم بنے ہوئے تھے لیکن ایسی بیہودہ بداخلاقی کی حرکت ہوئی ہے جو جماعت کو داغ لگانے والی ہے۔ اور ایسے بعض دوستوں کو ہمیشہ کے لئے پرے دھکیلنے والی جن کے متعلق امکان تھا کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو جاتے۔ ایسے موقعوں پر کیا کرنا چاہئے سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے؟ یہاں پر عزت کے ساتھ یا تو افسر اعلیٰ سے اجازت لے لی جائے کہ ان کو یہاں کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔ یا عزت کے ساتھ ان سے درخواست کی جائے کہ بھائی آئیں میں آپ کو اس سے بہتر بٹھا کر کھانا کھلا دیتا ہوں۔ لیکن دیکھیں یہ غیر ملکی لوگ ہیں ہم آپ کے لئے اور اچھا انتظام کر دیتے ہیں اگر ایسا کرتے تو ہرگز ان کے دل میں کوئی اس کے خلاف رد عمل نہ ہوتا۔ لیکن کھاتے ہوئے آدمی کی پلیٹیں چھین کر پھینک دی جائیں یہ بہت ہی ذلیل سلوک ہے۔ میں امید رکھتا ہوں اور میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا کوئی ذلیل سلوک اس موقع پر ہو، اس جلسہ سالانہ پر ہو لیکن اگر انتظامی طور پر کچھ مشکلات پیش آتی ہیں تو اخلاق فاضلہ کو بڑھ جانا چاہئے نہ کہ کم ہونا چاہئے۔ غالب کہتا ہے ؎

سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر ☆ بہرہ ہوں میں تو چاہئے دونا ہو التفات

کہ میں بہرا ہوں لیکن اے بولنے والے دو دفعہ کہہ دیا کرو اونچی بولا کرو۔ سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر۔ میں دوبارہ بات کہے بغیر سن نہیں سکتا۔ تو قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات ہے کہ ایک عام انسان ایک عام آواز میں کسی سے مخاطب ہو اور وہ نہ سنے۔ لیکن اس کا دوبارہ کہنا اور زور سے کہنا یہ قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات نہیں۔ یہ دستور کے مطابق بات ہے۔ پس اگر کسی موقعہ پر کسی دوسری طرف سے بدانتظامی ہو تو اعلیٰ اخلاق سے آپ اس بدانتظامی کا قلع قمع کر سکتے ہیں یا اس کو زائل کر کے ایک نظام جماعت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔

پس یہ یاد رکھیں کہ آنے والوں میں سے کئی قسم کی غلطیاں کرنے والے ہونگے۔ کوئی کسی اور نظام میں چلا جائے گا، کوئی اور نظام میں چلا جائے گا۔ مگر آپ کا فرض ہے کہ اخلاق سے اسے سمجھائیں اور اس کی ضرورت پوری کریں۔ بلکہ پہلے سے زیادہ احسان کا سلوک کریں۔ ہمارے پرانے انتظامات میں جلسہ سالانہ پر کئی ایسے دوست تھے جو کسی لنگر خانے کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ساری رات ان کے ہاں لوگ جاتے تھے۔ وہ خود کھڑے ہو کر ان کو الگ بٹھاتے حالانکہ لنگر خانے میں کھانا کھلانا دستور کے خلاف تھا۔ دستور یہ کہتا تھا کہ لنگر خانے میں صرف روٹی کی تیاری کا کام ہے، سالن کی تیاری کا کام ہے، کھڑکیوں سے سالن تقسیم ہوگا ان کے لئے جو باہر مہمان نوازی کے انتظامات میں کام کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں اس وقت وہ انتظامات بند ہو چکے ہیں اور میں ان کو خاص انتظام کی طرف نہیں بھجوا سکتا جو ختم ہو چکا ہے۔ پس ساری رات ان کے ہاں یہ دستور چلتا تھا کہ آنے والا پوچھتا تھا کہ کہاں جائیں تو کہتے تھے کہ بیٹھو پہلے کھانا کھاؤ پھر بعد میں جانا اور کبھی بھی ان کے خلاف افسر جلسہ نے کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ معروف تھا اور سب خوش ہوتے تھے۔ تو انتظام کو کہاں برقرار رکھنا ہے، کہاں اعلیٰ انتظام کی خاطر جو اخلاقی نظام ہے، جو جماعت کی اولین ذمہ داری ہے وہاں نظام کی چھوٹی چیزوں کو قربان کرنا ہے یہ حکمت کا بھی معاملہ ہے اور اخلاق فاضلہ کا بھی ہے۔ تو اس پہلو سے آپ خیال کریں مختلف لوگ آئیں گے، مختلف جذبات لے کر آئیں گے مگر اس صورت میں جہاں تک آپ ان کا خیال رکھیں گے وہاں یہ یاد رکھیں کہ جو حفاظت کی ذمہ داری ہے اس کو قربان نہیں کرنا۔

بعض دفعہ انسان اخلاق کی تفسیر نہیں سمجھ سکتا اور سمجھتا ہے کہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ ایک آدمی جلسہ سالانہ میں آگیا ہے جہاں اس کو نہیں آنا چاہئے تھا اس لئے اب اس کو وہیں رہنے دو یہ بات درست نہیں، یہ اور بات ہے۔ نظام جماعت کا فرض ہے کہ حفاظت کا انتظام بھی کرے اور ایسے لوگوں پر آنکھ رکھے جن کے متعلق احتمال ہے کہ وہ شرارت کی خاطر آئے ہیں پس ایسے موقع پر آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں پہلے بھی میں ہدایات دے چکا ہوں۔ ایسے موقع پر جو انتظام ہے حفاظت کا اس کو چاہئے کہ موبائل فورس رکھے۔ موبائل فورس کا مطلب ہے کہ جو مختلف جگہوں پر پھر سکتے ہوں، وہ ڈنڈے بن کر جگہ جگہ حفاظت کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ کثرت کے ساتھ ایسے آدمی ہونے چاہئیں جن کے ساتھ بچے بھی ہوں، بڑے بھی ہوں، جو کھلے پھرنے والے لوگ ہوں۔ اور ان کا کام یہ ہے کہ ایسے شخص کو دیکھیں تو اس کے ساتھ پھر ضرور کسی آدمی کو بٹھائیں اور پھر انتظامیہ سے پوچھیں کہ یہ صورت ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ زبردستی اس کو اٹھا کر باہر کرنا، شور بھی ڈالا جا سکتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ کیا حرکت کر رہے ہو۔ دیکھنے والے بغیر جانے کہ کیا بات ہے یہ تاثر لیں کہ دیکھو یہاں تو بڑی زیادتی ہوتی ہے۔ تو حکمت کے ساتھ حفاظت کا فرض پورا کرتے ہوئے اس کے اوپر کسی نگران کو مقرر کرتے ہوئے پھر آپ انتظامیہ سے رابطہ کریں۔ اور بڑے افسر سے پوچھیں وہ آپ کو بتا سکتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آنے والا پہچانا نہیں جاتا۔ مختلف آنے والوں کی شکلیں مختلف ہیں۔ بعض احمدی ہیں، پیدائشی احمدی ہیں، لیکن اپنی مونچھوں کے لحاظ سے یا اپنے طور طریق سے وہ بڑے دبنگ انسان دکھائی دیتے ہیں جیسے اب بس کر گزریں گے اور ان کے پیچھے پیچھے لوگ بھاگ رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا کر دکھائیں گے۔ اس لئے میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے کہ ان کے متعلق رابطہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جو افسر اعلیٰ ہے وہ پتہ کر لیتا ہے اور آپ کو سمجھا دے گا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ خدا کے فضل سے اپنا احمدی ہے اس قسم کے بھی احمدی ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کے احمدیوں سے رابطہ رکھنا ہوگا۔ لیکن بعض دفعہ واقعتاً ایسے دکھائی دیتے ہیں جن کے متعلق کوئی گواہی نہیں۔ اس لئے یہ بہت ہی اہم امر ہے کہ حفاظت کے نظام میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کھڑے پہرہ داروں کی بجائے زیادہ سے زیادہ چلنے پھرنے والے عام طور پر پہرہ داروں کے طور پر شناخت نہ کئے جانے والے لوگ زیادہ ہونے چاہئیں۔ عام پھریں اور ان کے لئے بلوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ انکے پاس ایسے پاس ہونے چاہئیں جو اگر انتظام روکے تو دکھا دیں کہ ہم خاص حفاظت کے انتظام پر مقرر ہیں لیکن فری موبائل فورس یہ سیکیورٹی کے لئے یا حفاظت کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر حفاظت کرنے والے محض دکھاوا ہو جاتے ہیں۔ اور دکھاوے کے خلاف جیسا کہ میں نے آیت کریمہ پڑھی ہے خدا تعالیٰ بڑے زور سے مومنوں کو متوجہ فرماتا ہے کہ ہرگز کسی طرز پر بھی دکھاوا نہیں کرنا۔ میں اب امریکہ اور کینیڈا جب گیا تھا تو ان سے میں نے درخواست کی تھی کہ بہت سے دوستوں کو میں دیکھ رہا ہوں جو دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہیں ان بے چاروں کو یہ بھی توفیق نہیں مل رہی کہ مجھے دیکھ لیں۔ سارا سال انتظار کرتے ہیں اور پہرے کی وجہ سے مجھے دیکھنے، ملنے سے محروم بیٹھے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ آدمی اور ڈنڈوں کی طرح نصب ہوئے ہوئے، دوسری طرف منہ کئے ہوئے۔ وہ خود ایک سیکیورٹی ٹارگٹ ہیں جس کو انگریزی میں Sitting Duck Target کہتے ہیں وہ تو ایک مرغابی کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں جو چاہے ان کو نشانہ بنائے، انہوں نے کیا حفاظت کرنی ہے۔ مگر عام حالات میں پہرے کے لئے آپ کو زیادہ سے زیادہ غیر معروف پہرے داروں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام لوگوں میں ملیں جلیں پھریں اور ان کو کوئی پہچانے نہ کہ یہ کون ہیں۔ اور دوسری بات اس میں ضروری ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مختلف ممالک کے دوستوں کو اس نظام سے وابستہ کریں جہاں صرف میزبان نہیں بلکہ مہمان بھی میزبانوں کی طرح خدمت سرانجام دیں گے۔ کیونکہ بہت سے پاکستان، بنگلہ دیش، کسی اور ملک سے آنے والے ایسے ہونگے جن کو یہاں کی انتظامیہ نہیں جانتی اور وہاں کے لوگ جانتے ہیں۔ اس لئے حفاظتی نظام میں لازمی ہے کہ اس کو ایک عالمی نظام کا مظہر بنایا جائے۔ اس میں ہر قسم کے ایسے دوست شامل ہوں جو مختلف ملکوں سے آنے والے ہوں۔ اگر کسی بنگالی کا مسئلہ درپیش ہو تو کوئی بنگالی نظام کا حصہ لینے والا وہاں موجود ہو۔ اس کو بھیجا جا سکتا ہے وہ پتہ کرے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ اگر کوئی افریقن ہے گھانا کے ہیں تو گھانا کے کچھ دوست اس نظام سے منسلک ہونے چاہئیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے کچھ نہ کچھ آنے والے مہمانوں کو تکلیف دی جا سکتی ہے کہ وہ اس نظام سے منسلک ہوں۔ ربوہ میں ہم یہی کیا کرتے تھے سارے پاکستان سے

MTV AHMADIYYA
SATELLITE WAREHOUSE
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards.
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

آنے والی جماعتوں، دنیا کا تو نہیں مگر سارے پاکستان سے آنے والی جماعتوں کو اس نظام میں ملوث کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے کہیں سے بھی کوئی آنے والا ہو اس کو پہچاننے والا کوئی نہ کوئی موجود ہوتا تھا۔

نظام جماعت کی جو سیکیورٹی ہے کیونکہ ساری جماعت اس میں حصہ دار ہے اس لئے اس کی کوئی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ایک دفعہ ایک ایسے دوست سے میری گفتگو ہوئی جو یورپ امریکہ وغیرہ میں سیکیورٹی کے نظام جانتے تھے۔ ان کو جب میں نے نظام جماعت کی سیکیورٹی کا انتظام سمجھایا تو وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا واقعتاً اس جماعت کے سوا دنیا میں کہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ سارا Crowd جتنے بھی شامل ہونے والے ہوں وہ عملاً سیکیورٹی کے ممبر بن جاتے ہیں۔ ہر ایک کی آنکھیں کھلی ہیں۔ ہر ایک اپنے دائیں بائیں دیکھ رہا ہے اور یہ بات کسی اور دنیا کے نظام میں ممکن ہی نہیں خواہ بڑے سے بڑے پریذیڈنٹوں کی حفاظت ہو یا آنے والے مہمانوں کی ہو۔ یہ نظام کہیں اور جاری نہیں سوائے جماعت احمدیہ کے۔ اس نظام کو سمجھیں اور اپنے دماغ میں اور اپنے دل میں اس طرح سرایت کریں کہ آپ کی زندگی کا حصہ بن جائے۔ **سیکیورٹی مائنڈڈ (Security Minded) ہونا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اخلاق فاضلہ کے ساتھ ۔ اس سیکیورٹی مائنڈڈ ہونے کو یعنی حفاظت کے لحاظ سے ذہنی طور پر باشعور ہونا ۔ اس کو سیکیورٹی مائنڈڈ کہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہر گز اخلاق کو اس پر قربان نہیں کرنا۔** یہ ایک امتزاج ہے جو مومن کی شان ہے اور یہ امتزاج ایک بڑا چیلنج ہے۔ بعض لوگ سیکیورٹی کی وجہ سے بداخلاق ہو جاتے ہیں اور بدتمیز ہو جاتے ہیں، دھکے دیتے ہیں دوسروں کو، ہٹو اس طرف سے نہیں آنا۔ بعض لوگ اور بھی زیادہ بچھ جاتے ہیں لیکن جو بچھنے والے ہیں وہ زیادہ بہتر کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر وہ شخص جو نظام کو توڑتا ہے وہ بھی کچھ آگے سے نرم ہو جاتا ہے اور بچھتا ہے۔ مگر جس کو آپ ڈنڈے دکھائیں، جس پر آپ زور چلائیں کہ ہم سیکیورٹی والے ہیں تم کون ہوتے ہو۔ وہ بداخلاق ہو جائے گا۔ وہ بعض دفعہ ایسی باتیں بھی کرے گا جس کو سننا آپ کے لئے مشکل ہوگا۔ اور بعض دفعہ ایسے لوگ نظام کے قریب آتے آتے پھر دور بھی ہٹ جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ بہت سے ایسے جانے والے ہیں یعنی انتظامات سے، خواہ یہاں سے جائیں یا امریکہ یا کینیڈا سے یا کسی اور ملک سے جرمنی وغیرہ سے واپس جائیں وہ اپنے تجربات میں مجھے شامل ضرور کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک ایسا نظام ہے جو دنیا میں کہیں اور رائج نہیں۔ کہ وہ شخص جو آخری طور پر ذمہ دار ہے اس کو سارے جاننے والے اپنے تاثرات لکھتے ہیں اور ان میں بداخلاقی کے تاثرات بھی ہوتے ہیں، حسن خلق کے تاثرات بھی ہوتے ہیں، عظیم کردار کی مثالیں بھی دی جاتی ہیں۔ لیکن ایک اور چیز جو ہو رہی ہے وہ کرنے والے نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ اس کی اطلاع مل جائے گی لیکن اس کی اطلاع ملتی ہے اور اس کے لئے ہمیں کسی انٹیلی جنس نظام کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ جتنے واقعات ہیں، آپ سے بیان کئے ہیں، ان کو نہ نظام جماعت نے میرے سامنے رکھا، نہ کسی انٹیلی جنس نظام کو مقرر کرنے کی ضرورت پڑی۔ ہر احمدی اور بعض غیر احمدی بھی جانتے ہیں کہ براہ راست مجھے لکھنا چاہئے اور جہاں کہیں کوئی واقعہ گزر رہا ہے وہ مجھے چٹھی لکھتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اگر تفصیلی ہر چٹھی نہ بھی پڑھ سکوں اس کے بنیادی نکات لازماً میری نظر سے گزریں گے تو خدا کے فضل سے کوئی ایسا موقع نہیں ہوتا جو قابل ذکر ہو اور میرے علم میں نہ آیا ہو۔ اس کا عمومی طور پر ساری جماعت کے سامنے ساری جماعت کے واقعات رکھ کر ان کی تربیت کا موقع مل جاتا ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ لوگ ایسی مثالیں لے کے تو جائیں گے جسے وہ لوگوں میں بیان کریں گے اور جماعت کی نیک نامی کے چرچے ہونگے لیکن بدخلقی کی کوئی مثال لے کر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے یہ بات ایک بہت ضروری سمجھانے والی بات ہے کہ کچھ عورتیں مہمان کے طور پر آتی ہیں جن کے رہن سہن، جن کی طرز بود و باش پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اور بعض ایسی بچیاں بھی آجاتی ہیں جنہوں نے نہ دوپٹہ پہنا ہوا، بال کٹائے ہوئے اور سنگھار پٹار کے ساتھ پورے کا پورا جوبن کے ساتھ نکلتی ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا نظام جماعت کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں، وہ بعض سہیلیوں کی درخواست پر آجاتی ہیں۔ اب ان کو اگر سختی سے سمجھائیں کہ بی بی یہ کام کرو، سر پر دوپٹہ رکھو، یہ کام نہ کرو، اس طرح سنگھار نہ کرو تو یہ خود اپنی ذات میں بداخلاقی ہے اور ہم مولویوں کی وہ جماعت تو نہیں ہیں جو خدا کے نام پر خدا کے ڈنڈے ہاتھوں میں پکڑ لیں۔ ہم تو ایک عاجزانہ فقیرانہ جماعت ہیں۔ خدا کے کام خدا کے سپرد ہیں مگر حکمت کے ساتھ، محبت کے ساتھ سمجھانا ہمارا کام ہے۔ پس ایسی خواتین جو اگر افغانستان ہوتیں تو شاید ان پر ڈنڈے پڑتے یا پتھراؤ ہو جاتا۔ وہ جب یہاں آئیں گی تو ہرگز ڈنڈے پڑیں گے نہ پتھراؤ ہوگا، نہ مردوں کو اجازت ہے کہ ان سے بات کریں۔ ان کو چاہئے کہ ان کو Mark کریں اور اپنے نظام کی معرفت لجنہ سے درخواست کرے کہ کچھ بیبیاں آپ کی ایسی دکھائی دے رہی ہیں آپ ان کو پیار سے سمجھائیں۔ اور اب جو میں خطبے میں ذکر کر رہا ہوں تو لجنہ کی ذمہ دار عورتیں بھی سن رہی ہیں اور ان ساری خواتین کو علم ہوگا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ دو باتوں کی آپ حفاظت کریں۔ اول تو یہ کہ جو بہت ہی زیادہ کھلے بدن والی اور لباس والی ہیں ان کو جلسے پر دعوت نہ ہی دیں۔ کیونکہ آنے والے نہیں جانتے کہ یہ احمدی ہے یا غیر احمدی ہے۔ آنے والے بہت سے ایسے ہیں جو بالکل بے خبر ہیں ہمارے نظام سے۔ ان کے ہاں اگر ایک بھی ایسی نکل آئے تو وہ ساری عمر کے لئے ہمیں طعنے دیں گے بلکہ جماعت کے مختلف ملکوں سے آنے والے بھی اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں اور بسا اوقات مجھے جا کر لکھتے ہیں کہ ہم مثلاً عرب احمدی ہیں خدا کے فضل کے ساتھ ہمارا مونہہ کا پردہ تو نہیں مگر بچیاں اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھیں، کوئی سنگھار وغیرہ نہیں کیا ہوا لیکن ہم نے وہاں ایسی عورتیں دیکھی ہیں جو اس طرح بال کٹائے ہوئے، سر سے پردے ہٹائے ہوئے اور ہر قسم کے سنگھار کے ساتھ گویا یہ تو نہیں کہا کہ دعوت دیتی ہیں مگر کہا کہ گویا وہ دعوت دیتی ہیں۔ اب میرے لئے شرمندگی کے سوا تو اور اس میں کچھ نہیں تھا مگر ان کو میں نے ساتھ یہ بھی سمجھایا کہ آپ کو کیسے پتہ لگا کہ وہ احمدی خواتین تھیں۔ اور اگر تھیں تو کیا دنیا میں ہر قسم کے لوگ شامل نہیں ہوتے۔ آپ اپنی بیویوں کو، اپنی بہنوں کو، اپنی بچیوں کو کہہ سکتے تھے کہ ان سے ملیں اور پیار کے ساتھ ان کو سمجھائیں۔ تو ٹھوکر کھانا بھی ایک جرم ہو جاتا ہے اور ٹھوکر لگانا بھی ایک جرم ہو جاتا ہے۔ تو آنے والے خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ خواہ مخواہ ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔ یہ جلسہ ایمان کو بڑھانے کے لئے منایا جا رہا ہے اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ کئی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ٹھوکر کا سامان کرنے والے ہیں مگر اپنے نفس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ چنانچہ قرآن کریم ایسے لوگوں کی مثالیں دیتا ہے کہ قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ اے خدا ان لوگوں نے ہمیں ٹھوکر لگائی، اس نے ہمیں ٹھوکر لگائی، فلاں کی وجہ سے ہم اس غلطی میں مبتلا ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان کو یہ جواب دے گا یا فرشتے اس کی طرف سے ان کو جواب دیں گے کہ تم نے ٹھوکر کھائی کیوں؟ "لا تزر وازرة وزر اخرىٰ" کوئی جان بھی کسی جان کی ذمہ دار قرار نہیں دی جائے گی۔ ہم نے تو ایک ایسے دن میں حاضر ہونا ہے جس میں ہر شخص کا انفرادی حساب رکھا جائے گا اور انفرادی حساب کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں آپ کے لئے ٹھوکر کھا جانا بھی ایک ایسی ٹھوکر ہے جس کے آپ ذمہ دار ہیں۔ تو آپ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے، فلاں خاندان کا بچہ تھا اس نے یہ حرکت کی، فلاں جماعت کی یا کردار کی عورت تھی اس نے یہ حرکت کی اس لئے ہم مجبور ہیں۔ ہم جماعت سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ٹھوکر کھانے کی اجازت نہیں۔ لیکن ٹھوکر لگانے والوں کے لئے ایک اور مضمون ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس سے ایک شخص کو ٹھوکر لگے، بہتر تھا کہ وہ نہ پیدا ہوتا۔ پس جہاں تک ٹھوکر لگانے کا مسئلہ ہے اس کا جرم اور بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ خواہ وہ مقامی دوست ہوں خواہ باہر سے آنے والے ہوں اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں کہ ایسے جلسے میں شرکت کر رہے ہیں جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں میں خواہ مخواہ اپنی جماعت کو گویا کہ بڑھانے کے لئے اس کی تعریف کی خاطر نہیں کہہ رہا۔ بہت باریکی سے میں نے جلسے کے ہر انتظام کو اور شامل ہونے والوں کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا جلسہ دنیا میں کبھی کہیں نہیں ہوتا، نہ ہو سکتا ہے۔ اور آنے والے خود یہی کہا کرتے ہیں۔ جتنے مختلف ملکوں سے آنے والے ہیں وہ مجھے یہ بتاتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ خود انگلستان کے باشندے جو کسی انتظام کے ساتھ ملوث ہوتے ہیں وہ یہ کہہ کر جاتے ہیں کہ ایسا جلسہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور نہ ایسے آنے والوں کے مونہہ دیکھے ہیں۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ لمبا تجربہ رکھنے والوں نے، کہ **دنیا کے ہر ملک سے یا بڑے بڑے ممالک سے لوگ آئے لیکن ہر ایک کا کردار ایک تھا۔** پس یہ جو مرکزیت ہے یہ توحید کی نشانی، انہوں نے توحید تو استعمال نہیں کیا لیکن مقصد ان کا یہ تھا جس چیز نے ان کو متاثر کیا وہ یہ تھی، توحید ہی تھی۔ **توحید ایک آسمان پر ہے اور ایک زمین پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی جماعت کو یہ توفیق ملی ہے کہ دنیا میں مختلف جگہوں سے اور مختلف زبانیں بولنے والے مختلف رنگوں والے یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں اور ہر ایک کا مرکزی کردار ایک ہے۔ ان کا چلنا پھرنا اس کے اندر ایک وقار ہے، اس کے اندر ایک شرافت ہے۔** اس کے

دیکھنے کی طرز، اس کا ہر پہلو اپنے اندر ایک نمایاں ایک ایسی مثال رکھتا ہے جو باہر دکھائی نہیں دیتی۔ پس اس بات کو آپ نے قائم رکھنا ہے اپنی مرکزیت کو۔ یعنی اللہ کے نیچے اگر انسان ایک ہو سکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا۔ اور یہ اس جلسے کی سب سے بڑی خوبی ہوتی ہے۔ ہر طرف سے آنے والا ایک دوسرے کو گلے مل رہا ہے۔ کبھی آپ نے یہ نہیں سوچا ہوگا کہ کسی افریقن سے گلے ملیں تو آپ اس کے رنگ دیکھ رہے ہوں اور وہ آپ کی پاکستانیت دیکھ رہا ہو۔ یہ سارے چہرے، بدن نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں، محض روحیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں سے ملاقات کرتا ہوں لیکن میرے ذہن میں کسی خیال کے گوشے میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ فلاں ملک کا ہے۔ اس کا ملک کا ہونا ایک تعارف کے طور پر تو ہے لیکن اس سے ملتے وقت صرف وہ پاکیزہ روح دکھائی دیتی ہے جو خدا کی بنائی ہوئی روح ہے۔ اور یاد رکھیں کہ روح کا کوئی رنگ نہیں ہوا کرتا۔ روح کا کوئی بدن نہیں، کوئی شکل نہیں۔ روح ہر انسان کی ایک ہے۔ اور اس ایک روح کا جب ہم سب روحوں کی اکٹھی بات کرتے ہیں تو اس ایک روح کا عالمیت اختیار کر جانا اور توحید کے نیچے واقعتاً ایک ہو جانا یہ توحید کی علمبرداری ہے۔ ورنہ نعرہ ہائے تکبیر سے توحید کی علمبرداری نہیں ہوتی۔ آپ بحیثیت جماعت توحید کے علمبردار اس وقت بنیں گے جب آپ دنیا میں خدا کے نیچے خدا کی روحوں کو ایک کر دیں گے اور ان کے رنگ اڑا دیں گے، ان کی نسلیں جو خواہ مخواہ چمٹی ہوئی ہیں وہ ان کے ساتھ اس طرح مل مل کے اتاریں گے جس طرح مائیں بچوں کی میل اتارتی ہیں اور امر واقع یہ ہے کہ یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ بہت سے ملکوں میں ان روحوں کے ساتھ کچھ گندگیاں لپٹ گئی ہیں، کچھ کپڑے چمٹے ہوئے ہیں، کچھ رنگ چمٹے ہوئے ہیں جو روحوں کے اپنے نہیں ہیں۔ اگر انگلستان میں کسی شخص کو اپنی روح سفید دکھائی دے رہی ہے تو اس کی بیوقوفی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہوگا، اس کی روح کا تو وہی رنگ ہے جو افریقن روحوں کا ہے یا چینی روحوں کا ہے یا جاپانی روحوں کا ہے۔ روح ایک ہی چیز ہے اور یہی روحیں ہیں جو واپس لوٹیں گی۔ یہی روحیں ہیں جو اپنے خدا کے حضور حاضر ہونگی۔ کیونکہ ان روحوں کے ساتھ پلیدگیاں مل دی گئی ہیں، آلودہ کر دیا گیا ہے ان کو، اس لئے جماعت کے کاموں میں سے ایک بڑا کام یہ ہے کہ ان سب روحوں کو صاف کر کے بے ملک بنا دیں، بے نسل بنا دیں اور بے رنگ بنا دیں، ان معنوں میں کہ جو رنگ رہ جائے باقی وہ صرف اللہ کا رنگ ہوگا۔ روح جیسے اللہ سے ایک تعلق رکھتی ہے ویسے ہی دنیا میں ہماری روحیں خدا سے متعلق ہو کر اس کی توحید کا مظہر بن جائیں۔ یہ وہ پیغام ہے جو میں گزشتہ کچھ عرصہ سے جماعتوں کو بار بار دے رہا ہوں۔

جہاں بھی میں دورے پر جاتا ہوں وہاں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ اپنی روحوں کو عالمی روح بنا ئو اور روح ہے ہی عالمی۔ خدا نے اسے عالمی بنایا تھا۔ انسانوں نے اس کو ملوث کر دیا، انسانوں نے اسے گندا کردیا، انسانوں نے اسے شخصیتیں عطا کیں جو اس کی شخصیت نہیں ہیں۔ روح تو اللہ کے لئے صاف ہو جانے کا نام ہے اور پھر خدا کے رنگ ایسی روح پر چڑھتے ہیں اور خدا کے رنگ عالمی ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے رنگ کسی ایک ملک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ خدا کی تمام صفات عالمی ہیں اور وہ روحیں جن پر مقامی رنگ چڑھے ہوئے ہوں ان پر عالمی رنگ نہیں چڑھا کرتے اس لئے اس کو صاف کرنا بھی اس جلسے پر ہمارا کام ہے۔ آپ جب ایک دوسرے سے ملیں ایک دوسرے سے تعلق رکھیں تو اس مرکزی حیثیت کو کبھی نہ بھولیں۔ ہم سب ایک ہیں اور یہ ایک ہونا غیروں نے بھی محسوس کیا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان بن کر ابھرتا ہے، اسے اور بھی زیادہ چمکائیں۔ اس موقعہ پر بنگالی، پاکستانی، ہندوستانی، انگریز، جاپانی، چینی، امریکن یہ سارے نام باہر کے لیبل بن جائیں لیکن روحوں کے رنگ نہ بنیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ صرف تعارف کی حیثیت سے یہ نام لئے جائیں۔ مگر روحیں حقیقتاً نہ امریکن ہیں نہ جاپانی نہ چینی۔ جب وہ مریں گی تو ان کی ساری نیشنلیٹیز، ساری دنیاوی شخصیات پیچھے رہ جائیں گی۔ وہ اکیلی ہی جائیں گی ان کے ساتھ کوئی بھی شخصیت وابستہ نہیں ہوگی۔ پس اس پہلو سے ان کو خدا کے رنگ دلانا یہ ہمارا کام ہے۔ اس کے علاوہ جو بہت سی باتیں تھیں مگر مختلف جلسوں پر کبھی ایک یاد آجاتی کبھی دوسری مگر ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے اور وہ آخر پر میں ضرور کیا کرتا ہوں کہ عبادت کو ترجیح دیں، عبادت کو اہمیت دیں۔ جلسہ عبادت کرنے والوں کا جلسہ ہے۔ جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں۔ وہ جو روح والی بات میں کہہ رہا ہوں اس کو صاف کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ جب آپ عبادت پر زور دیتے ہیں تو آپ کا تعلق اللہ سے ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نہ ٹھوکر لگانے والے رہتے ہیں، نہ ٹھوکر کھانے والے ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگ نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ میں جانتا ہوں ایسے لوگوں کو جن کے اوپر کسی پاکستانی نے زیادتی کی ہے وہ ہیں کہیں اور کے رہنے والے۔ وہ کبھی بھی یہ نہیں دیکھیں گے کہ پاکستانی نے ہم سے زیادتی کی ہے، پاکستانی ہیں ہی گندے لوگ۔ وہ یہ سمجھے گا کہ ایک احمدی نے مجھ سے زیادتی کی ہے اور وہ احمدی کی زیادتی کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرے گا مگر دور نہیں ہٹے گا۔ ایسے موقع پر بعض لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سے فلاں نے یہ زیادتی کی ہے اور ہم اس کو سمجھاتے ہیں مگر نفرت نہیں کرتے۔ آپ بھی ان کو سمجھائیں کہ وہ اپنے اخلاق کی حفاظت کریں۔ لیکن ایسا آدمی جماعت سے دور ہٹ نہیں سکتا۔ اس لئے نہیں ہٹ سکتا کہ وہ خدا کا ہو چکا ہوتا ہے۔ جو شخص بھی عبادت کے ذریعہ اپنے رب کا ہو جائے اسے دنیا کا کوئی انسان بھی دھکا دے کر باہر نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی استقامت ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ”ربنا اللہ“ کہہ کر پھر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر فرشتے اترتے ہیں۔ ایسے ہی وہ لوگ ہیں جن پر اس دنیا میں بھی اگلی دنیا کے رموز کھولے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں، اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اور یہ لوگ ہر قسم کی ٹھوکر اور ابتلا سے پاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا کا انسان بن جائے اسے کوئی دنیا کی چیز ٹھوکر نہیں لگا سکتی۔ اسے خدا سے دور کرنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا تبھی اس دنیا میں ان سے یہ باتیں شروع ہو جاتی ہیں کہ تم تو عالم بقا کے رہنے والے ہو۔ اب تم اس دنیا میں نہیں رہے کیونکہ تم نے استقامت دکھائی ہے اور استقامت کا یہی مفہوم ہے کہ خدا سے ان کو کبھی بھی دھکیل کر پرے نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا جتنا چاہے زور لگائے، جتنے چاہے جھکڑ چلائے، ان کے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ وہ ہمیشہ خدا کے رہیں گے۔ کیونکہ اللہ ان کا ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں بھی ان کا ہو جاتا ہے، ان سے کلام کرتا ہے۔ اگلی دنیا کی باتیں اس دنیا میں ان سے شروع ہو جاتی ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ یہ استقامت دکھائیں گے اور دنیا میں یہ استقامت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہمارا اصل مقصد تو یہی استقامت پیدا کرنا ہی ہے۔ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ ایک خوشخبری دینے والی جماعت تب بن سکتی ہے اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں تو پھر ساری دنیا کو وہ خوشخبری دینے کے اہل بنیں گے۔ خدا کی نگاہ میں وہی نمائندہ ہیں، وہی توحید کے علمبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں کی توفیق عطا فرمائے۔ جو باتیں کہنی چاہئے تھیں اور نہیں کہہ سکا پچھلے جمعوں میں یعنی گزشتہ سالوں کے جمعوں میں وہ کہتا رہا ہوں۔ جہاں تک آپ کا ذہن آپ کا ساتھ دے ان سب باتوں کو بھی یاد رکھیں اور اس جلسہ کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انتہائی کامیاب جلسہ بنانے کی کوشش کریں۔

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specialized

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcomed

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

بقیہ مختصرات از صفحہ اول عیسائی علماء کہتے ہیں کہ یہ آیات Spurious ہیں۔ مسلمانوں میں حضرت عیسیٰ کے آسمان پر زندہ ہونے کا عقیدہ عیسائیوں کے اسی عقیدہ یعنی ascension سے ہی آیا ہے۔ اس کی ایک وجہ حدیث میں آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے لئے لفظ نزول بن گیا۔ آسمان پر چڑھنے کا تصور عیسائیوں میں موجود تھا اور احادیث میں لفظ نزول نے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد حضور نے لفظ نزول کی تاویل بیان فرمائی۔

☆عید کی نماز میں پہلے نماز اور بعد میں خطبہ ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس جمعہ کے روز پہلے خطبہ اور آخر پر نماز ہوتی ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

حضور انور نے فرمایا، تاریخ اور حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ تجارتی قافلہ مدینہ میں آیا۔ صحابہ نے نماز جمعہ باجماعت جس طرح عید ہوتی ہے ادا کرلی ہوئی تھی۔ خطبہ جمعہ جاری تھا کہ اٹھ کر جانے لگ گئے۔ اس لئے خطبہ جمعہ پہلے اور نماز بعد میں مقرر ہوئی۔ لیکن عید میں ایسی کوئی وجہ نہیں۔ اسی سلسلے میں کچھ اور تفصیلات کی بھی حضور نے وضاحت فرمائی۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے :

☆عیسائی لوگ بھی بھوت پریت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

☆یہودی اور عیسائی یہ اعتقاد کیوں رکھتے ہیں کہ ہر بچہ گنہگار پیدا ہوتا ہے؟

☆کیا غیر مسلم قرآن مجید کو اپنی دوکانوں میں رکھ کر لوگوں کے پاس فروخت کر سکتے ہیں، کیا اسلام ایسا کرنے سے منع کرتا ہے؟۔ حضور نے فرمایا ہرگز نہیں۔

☆مسٹر مظفر کلارک نے اس سلسلہ میں ایک مسلم دوکان سے جائے نماز خریدنے کی کوشش میں ناکامی کا دلچسپ واقعہ بیان کیا۔

سوموار، ۱۱ر اگست ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۵۰ دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ اگرچہ تفصیلی کتاب چھپ چکی ہے اور اس سلسلہ میں ان کالمز میں لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے اہم نکات ضابطہ تحریر میں لانے پر کچھ دلی اطمینان کا احساس ہوتا ہے اس لئے اختصاراً عرض ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اہم اصول یہ ہے کہ مختلف بیماریاں مل جل جائیں تو اوپیم (Opium) کم طاقت مثلاً دو یا تین میں استعمال کرانی چاہئے۔ سلفر ردعمل ابھارتی ہے یہ جسم کی بے حسی کو دور کرتی ہے لیکن خود اپنی ذات میں بہت زود حس ہے۔ سلفر کا الٹ زنکم ہے۔

کسی نے سوال کیا کہ کینسر پیدا کیسے ہوتا ہے اور کیا کوئی دوا ہے جس سے یہ بالکل پیدا نہ ہو۔ جواباً حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے کینسر کیا ہے اسے سمجھنا چاہئے۔ کینسر شیطان ہے جو جسمانی نظام دفاع سے بغاوت اختیار کرلیتا ہے۔ قرآن کریم کے حوالے سے بھی اسے بغاوت کہا جاسکتا ہے۔ اس کا مزاج شیطانی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نے جسم کے اندر جو اعتدال کا نظام پیدا کیا ہے اسے بگاڑ دیتا ہے اور اپنی شیطانی حکومت جسم پر بنا بیٹھتا ہے۔ اس لئے جب غلط چیزوں کے خلاف جسم میں ردعمل کی طاقت نہ رہے تو کینسر قبضہ کرلیتا ہے۔

حضور نے ایڈز (Aids) کے علاج کے سلسلہ میں سلیشیا (Silicea) کے فائدہ مند ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔

منگل، ۱۲ر اگست ۱۹۹۷ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۹ جو ۲۶ر جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ آج کی کلاس میں سورہ آل عمران کی آیات ۶۵ تا ۸۱ کی تلاوت، ترجمہ اور تفسیر کی گئی۔

آیت نمبر ۶۵ کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کی تاریخ میں کسی اور جگہ یہ نہیں ملتا کہ مذاہب ایک دوسرے کی مشترک قدروں کی طرف بلائیں اور اختلافات چھوڑ دیں۔ یہ صرف قرآن اور اسلام ہی کا خاصہ ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ اس دعوت میں کسی Compromise کا کوئی ذکر نہیں۔ ایسے رجحانات مداہنت کہلاتے ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ یہ پیغام مذہبی وحدت کی طرف پہلا قدم ہے۔ اس آیت میں وحدانیت اور خالص وحدانیت کی ذمہ داری عیسائیوں پر ڈال دی گئی ہے یعنی خدا کے سوا کسی بندے کو رب نہ بنا بیٹھو۔

اگلی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علو مرتبت کو ابوالانبیاء کے طور پر پیش کرتے ہوئے آپ کو یہودیت اور عیسائیت سے بری قرار دیا گیا ہے۔

حضور انور نے تفصیل سے ذکر فرمایا کہ جبکہ تورات اور انجیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نازل ہوئیں تو اہل کتاب کا یہ دعویٰ کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے بالکل بے بنیاد ہے۔ آپ دین حنیف پر تھے۔ ہر حال میں راستی ہدایت اور رشد کی طرف جھکے رہتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ حنیف ہونے کا یہ رجحان متشابہات کے حل کی طرف آج بھی رہنمائی کرتا ہے۔ ایک لطیف نکتہ یہ بیان ہوا کہ تورات کے نزول کا ذکر حضرت موسیٰ پر کہیں نہیں ملتا۔ اس لئے احمدیوں کو تحقیق کرنی چاہئے کہ تورات کی تعلیم کس زمانے سے شروع ہوئی۔ وادی قمران سے برآمد ہونے والے صحیفے اس پر روشنی ڈالنے میں ممد ہوسکتے ہیں۔

بدھ، ۱۳ر اگست ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۴۰ براڈکاسٹ ہوئی۔ جس میں سورہ آل عمران کی آیات ۷۶ تا ۸۸ کا ترجمہ و تفسیر ارشاد فرمائی۔

جمعرات، ۱۴ر اگست ۱۹۹۷ء :

آج کے پروگرام ملاقات میں ۲۵ر جولائی ۱۹۹۷ء کی مجلس عرفان جو حضور ایدہ اللہ کے ساتھ اردو زبان میں منعقد ہوئی تھی، دوبارہ نشر ہوئی۔ سوال وجواب نہایت اہم اور روزمرہ کے مسائل پر مشتمل ہیں جن کا خلاصہ پیش ہے :

☆اگرچہ اسلامی عبادات وغیرہ میں نظم وضبط اور پابندی وقت پر بہت زور ہے لیکن یورپین قوموں میں یہ اوصاف کیوں زیادہ پائے جاتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ تجارتی کاروبار اور حکومتوں کے انتظامات میں وقت کی پابندی ایک ضروری امر ہے۔ اس سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مشرق میں وقت کی پابندی مذہب سے متعلق ہے کیونکہ قرآن مجید میں "کتابا موقوتا" کا حکم ہے لیکن جہاں تک اقتصادی اور معاشرتی سوال ہے ہمارے ہاں اس کا فقدان ہے۔ وقت کی پابندی زمینداروں کے ہاں تو بالکل نہیں کی جاتی کیونکہ وہ اپنے آپ کو وقت کا مالک سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کی باراتیں آٹھ آٹھ گھنٹے لیٹ ہوتی ہیں۔ لیکن ان ہی زمینداروں میں ایک زمیندار ظفر اللہ خان بھی تھے جو وقت کے بہت پابند تھے یہ ان کا ذاتی وصف تھا۔ حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مثال اور پھر اپنی مثال سے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت کی مصلحت کے مطابق پابندی وقت کے مختلف نظارے نظر آتے ہیں۔

☆غیر احمدی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے میں مسجد ضرار کو منہدم کروادیا تھا اس بناء پر کہ وہ فتنوں کی آماجگاہ بن گئی تھی۔ اسی نظریے سے وہ احمدی مساجد کو مسمار کرتے ہیں۔ حضور نے جواب میں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے وہ مسجد خدا تعالیٰ کے حکم کے تحت مسمار کرائی تھی۔ کیونکہ وہ عبادت کی نیت سے تعمیر نہیں کی گئی تھی بلکہ ایک سیاسی اڈہ پیش نظر تھا۔ احمدیوں کی مسجدیں اس لئے نہیں گرائی جاتیں کہ وہاں سیاست ہوتی ہے بلکہ اس لئے کہ وہاں عبادت ہوتی ہے۔

☆پاکستان کا وہ غیر احمدی تعلیم یافتہ طبقہ جو احمدیوں کو دکھ تو نہیں دیتا لیکن ان کی مظلومیت کے خلاف آواز بھی بلند نہیں کرتا تو کیا ایسے لوگ بھی مباہلے کی زد میں آتے ہیں؟ حضور نے فرمایا، سب ہی اسی زد میں آگئے ہیں۔ مباہلہ اس بات کی دعا ہے کہ اگر احمدیت ان ان باتوں میں جھوٹی ہے تو اللہ اسے ناکام کرے اور احمدیوں پر ذلت کی مار ڈالے۔ تو اگر وہ دیکھتے ہیں کہ احمدیت روز بروز ترقی کررہی ہے تو گویا ان کی دعا نہیں مانی گئی اور وہ جھوٹے ہیں۔ اس پر بھی اگر وہ احمدیوں کے انسانی حقوق پامال ہوتا دیکھتے ہیں تو یہ لوگ بھی مجرم معاشرے کا حصہ ہیں۔

☆اگر ایک احمدی، غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا تو کیا کسی غیر احمدی مولوی سے اپنے بچے کو قرآن مجید پڑھوا سکتا ہے؟ اگر ہاں تو کیوں؟ حضور انور نے فرمایا، نماز میں خدا کے بنائے ہوئے امام کے انکار کا سوال ہے جبکہ قرآن عربی زبان میں ہے اور مولوی کو عربی آتی ہے تو وہ پڑھا سکتا ہے کیونکہ اس میں امامت کا سوال نہیں۔ لیکن غلط ترجمہ سکھانے کا خطرہ ضرور موجود ہے کیونکہ مولوی کو خود قرآن مجید کے گہرے معانی نہیں آتے۔ اس اہم معاملے میں رہنمائی فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا میں خود قرآن مجید کی باقاعدہ کلاسز لیتا ہوں ان Cassettes سے فائدہ اٹھائیں۔ بچوں کی قرآنی تعلیم غیر احمدی مولوی کے حوالے کرنا خطرناک ہے۔

☆روس میں لینن (Lenin) کی لاش کو دفن کرنے کی کوشش میں کئی قسم کے جھگڑے ہورہے ہیں۔ حضور کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟ حضور نے فرمایا قرآن کریم میں لینن کی لاش کو دفن کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کوئی حکم نہیں ملتا۔ غیر کمیونسٹ طاقتیں انہیں ابھار رہی ہیں کہ لینن کے حنوط شدہ مجسمہ کو دفن کرنے سے کمیونزم کا دفن ہونا سمجھا جائے گا۔ یہ ایک سیاسی نکتہ ہے جس کا مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

☆کیا میت کی ویڈیو بنانی جائز ہے؟ فرمایا نماز جنازہ کے علاوہ تصویریں لینی منع نہیں۔

☆آنحضرت ﷺ ہجرت کے بعد فاتح مکہ کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ کیا حضور بھی اسی حیثیت سے واپس آئیں گے؟ حضور نے وضاحت فرمائی کہ ہر ہجرت کی کیفیت مختلف تھی۔ آنحضرت ﷺ کا معاملہ "لرآدك الی معاد" کے وعدے کے مطابق مختلف تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ بھی واپس نہ جاسکے۔ اسلئے دعائیں کرتے رہیں وہی ہوگا جو خدا چاہے گا۔

☆لامذہب لوگ کہتے ہیں کہ مذہب تمام فتنوں اور لڑائیوں کی جڑ ہے؟ حضور نے فرمایا دنیا میں سب سے بڑی آفات دو بڑی جنگیں تھیں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مذہب کے نام کو Exploit کرلیا جاتا ہے۔

☆کیا عصر کی نماز مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا نہیں اور نہیں۔

☆کیا عورتوں کا میت کے ساتھ قبرستان جانا ٹھیک ہے؟ فرمایا عورت کے نازک جذبات کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ بعد میں دعا کے لئے جاسکتی ہیں اور جاتی ہیں۔

☆آنحضرت ﷺ کے بعد خلفاء کی تعداد چار ہے خلافت احمدیہ کے مستقبل پر حضور روشنی ڈالیں؟

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی آنحضرت ﷺ کے خلیفہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

☆قرآن کریم نے چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے یہ کس طرح اور کب لاگو ہوگا؟ حضور نے فرمایا، آج کل تو بالکل نہیں کیونکہ سب چور ہیں۔ جس سوسائٹی میں اسلامی شریعت نافذ نہ ہو وہاں جو بھی حکومت آئے گی باقیوں کے ہاتھ کاٹ دے گی۔ ایک پاکستانی جسٹس نے کہا تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک بھی ایسا Case نہیں دیکھا جس میں گواہ سچے ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جبکہ آپ معاشرے کی اصلاح فرما چکے تھے تب بھی گواہوں پر پابندیاں تھیں۔

☆کیا منشیات کا کاروبار کرنے والے کا سر قلم کرنا جائز ہے؟، فرمایا یہ فیصلہ کرنا حکومت کا کام ہے۔

☆آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت عیسیٰ نے کوئی پیشگوئی نہیں فرمائی؟

حضور نے فرمایا انگور کے باغ کی حکایت تاکستان کی صورت میں زبردست پیشگوئی ہے۔

☆کیا قبر پر فاتحہ پڑھنا منع ہے؟، فرمایا دعا کے رنگ میں تو فاتحہ سب سے بڑی دعا ہے لیکن غیر احمدیوں کی طرح نہیں۔

☆مردے کو زمین میں دفن کرنے میں حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میت کے احترام کی وجہ سے کیونکہ جلانے سے دفن کرنا بہتر ہے۔

☆کلوننگ (Cloning) جائز ہے یا نہیں؟، فرمایا یہ عقلی اور مذہبی دونوں لحاظ سے احمقانہ فعل ہے اور نقصان دہ ہے۔

☆کیا مرنے کے بعد حساب کتاب فوراً شروع ہوجائے گا؟

جمعۃ المبارک، ۱۵ر اگست ۱۹۹۷ء :

آج جرمنی کے ۲۲ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایم ٹی اے ورائٹی کے تحت پاکستان کے پچاس سالہ جشن پر ریکارڈ کیا ہوا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ پروگرام بہت دلچسپ تھا جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے علاوہ پروفیسر عبدالسلام صاحب مرحوم اور مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی پاکستان کے بارہ میں خدمات اور اسی طرح حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ مرحوم کی خدمات کا ذکر کیا گیا۔ (ا۔ م۔ ج)

....

قائداعظم محمد علی جناح کا
تصورِ پاکستان اور عدیم المثال اولوالعزمی

(دوست محمد شاہد مورخ احمدیت)

جیسا کہ ھاورڈ یونیورسٹی امریکہ کے مشہور پروفیسر مسٹر ولیم ایل لینگر نے انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم (An Encyclopedia of World History) میں اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کا معرض وجود میں آنا ایک معجزہ ہے جو برصغیر پاک و ہند کے نامور مسلم لیڈر قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھوں رونما ہوا۔

اس معجزہ پر تاریخ کا ایک طالبعلم جس درجہ غور کرے ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے اور اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس اعجازی واقعہ کے پیچھے یقیناً خدا کی مشیت اور اس کی نصرت اور تائید غیبی کارفرما تھی جسکے دو وجوہ نمایاں ہیں۔

اول :۔ قائداعظم وحدت امت کے علمبردار کی حیثیت سے میدان عمل میں اترے تھے اور آپ کا عمر بھر کا مشن یہ تھا کہ مسلمان قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے اور ایک مستقل مملکت کے آزاد شہریوں اور باشندوں کی صورت میں اقوام عالم میں اپنا منفرد مقام حاصل کرے اور ایمان، اتحاد اور تنظیم کی بدولت عہد رفتہ کی شوکت کو پھر سے پالے اور مساوات، اخوت اور رواداری کی **شاندار قومی اور ملی روایات کو دوبارہ اس شان سے تازہ کر دکھلائے کہ پوری دنیا عش عش کر اٹھے۔**

یہی وہ تصور پاکستان تھا جس کو نقشہ عالم پر جگہ دینے کے لئے قائداعظم نے کمال بے نفسی، خلوص اور لگن کے ساتھ ایک طویل اور سرفروشانہ جدوجہد فرمائی جسے خدا نے اپنی جناب سے شرف قبولیت بخشا اور آپ اپنی زندگی میں ہی منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب و کامران ہو گئے۔

دوم :۔ جہاد پاکستان کی راہ میں آپ کی سیاسی اور مذہبی حلقوں کی طرف سے زبردست مزاحمت کی گئی مگر آپ آخر دم تک اپنے مؤقف پر ایک مستحکم چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور صبر و استقامت اور پامردی کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ خدا کی رحمت جوش میں آ گئی اور وہ مظلوم قوم جو اپنوں اور بیگانوں کے حملوں سے نڈھال ہو چکی تھی سیاسی طور پر پھر سے زندہ ہو گئی اور اس کی رگوں میں پھر سے آزادی کا خون دوڑنے لگا۔

قائداعظم نے ۱۹۳۶ء میں خان آف قلات میر احمد یار خاں کو لکھا:

"میں اسلامیان ہند کو نصاریٰ و ہندو کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کر رہا ہوں۔ آپ بھی مشترکہ مقصد کے لئے سامراجی مخالفین کے مقابلے میں مسلم لیگ اور میری مدد کریں جس طرح ۱۷۶۳ء میں احمد شاہ ابدالی اور میر نصیر احمد خان اعظم نے متحدہ طاقت سے مرہٹوں کو پانی پت کے میدان کارزار میں فیصلہ کن شکست دی تھی، اس متحدہ قوت کی آج پھر بے حد ضرورت ہے، جب کبھی مسلمانوں کی حکومت کو کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہے، بلوچ اور پٹھان بہادروں نے متحدہ یلغار کر کے ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کی ہے۔ اس وقت میں تین محاذوں پر آزادی کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ ایک طرف انگریز سے۔ دوسری طرف ہندو سے۔ اور تیسری طرف جو سب سے زیادہ خطرناک محاذ ہے، وہ غدار مسلمانوں کا ہے جو ہندوؤں اور انگریزوں کے ایجنٹ کے طور پر میری مخالفت کر رہے ہیں مگر مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں، مجھے اپنی کامیابی کا پورا پورا یقین ہے۔"

(اخبار جہاں ۲۸ر اگست ۱۹۷۴ء)

(بحوالہ تاریخ ساز قائداعظم۔ مرتبہ بشارت احمد صاحب نعیم۔ ناشر ادارہ مطبوعات پاکستان شام گنج مردان)

....

۴۶-۱۹۴۵ء کے ملکی انتخابات کے دوران پراپیگنڈہ

راقم الحروف تحریک پاکستان کا ایک ادنیٰ کارکن ہے۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے دور میں جو مخالف پاکستان لٹریچر ملک میں تقسیم کیا گیا وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح فی الواقع عزم و استقلال کے پیکر تھے جن کے خلاف سیاست اور مذہب کے نام پر بے بنیاد پراپیگنڈہ کی حد کر دی گئی مگر اس بطل جلیل نے مخالفت کے بپھرے ہوئے طوفانوں کا رخ پھیر دیا اور چومکھی لڑائی لڑتے ہوئے بالآخر فتح و کامرانی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس حقیقت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف تین ٹریکٹوں کے چند اقتباسات کا مطالعہ کرنا کافی ہوگا۔

پہلا ٹریکٹ

زیر عنوان "مسلم لیگ کے شاندار کارنامے"

یہ ٹریکٹ جمعیۃ علماء صوبہ دہلی نے مرتب فرمایا اور جناب مولانا انظار الدین صاحب قاسمی کے زیر اہتمام دہلی سے چھپا اور پورے برصغیر میں نہایت وسیع پیمانہ پر تقسیم ہوا۔ اس پمفلٹ کی بعض سطور ملاحظہ ہوں:

"مسلم لیگ جسے آج کل مسلمانوں کی واحد نمائندہ اسلامی جماعت کہا جا رہا ہے اس کے چھوٹے بڑے قائدین کی زندگی ایسی سیاہ ہے جسے پڑھ کر ایک منصف مزاج یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مسلم لیگ کی تاریخ مسلمانان ہند کی پیشانی پر داغ ذلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نام نہاد مسلم جماعت پر ان رعونت پسند سرمایہ داروں جاہ پرست نوابوں اور دشمن اسلام برطانیہ کے خطاب یافتہ غلاموں کا قبضہ ہے جن کی زندگی کا نصب العین ہمیشہ سے برطانیہ اور اس کے حکام کی خوشنودی اور ان کے درباروں میں عہدہ طلبی ہے۔ ان کی زبانوں پر تو مذہب اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کے منافقانہ نعرے ہیں مگر ان کے کارناموں میں غریب مسلمانوں کی ہمدردی کا نشان تک نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنی امکانی کوششوں سے ہر موقعہ پر مذہب اسلام اور مسلمانوں کو سخت سے سخت نقصان پہنچائے ہیں۔ رہی ان کی انفرادی زندگی کو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی پاک سیرۃ سے اسے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ ذیل کے متفرق واقعات سے آپ ہماری اس گذارش کی تصدیق کر سکتے ہیں:

شریعت بل

اسمبلی میں جب شریعت بل پیش ہوا تو مسلم لیگ پارٹی نے اس کی زبردست مخالفت کی اور اسے پاس نہیں ہونے دیا اور اس میں ایسی قیدیں لگا دیں کہ وہ بالکل بے معنی ہو کر رہ گیا۔

(رپورٹ اسمبلی ۱۹۳۹ء)

آرمی بل

مسلم لیگ نے پانچ سو علماء اور مشائخ کے متفقہ فیصلہ کے خلاف آرمی بل پاس کروا دیا۔ جب علماء نے آواز اٹھائی تو مسٹر جناح نے فرمایا "اگر مسلمان فوج اسلامی ملکوں کے خلاف بھیجی جائے گی تو سب سے پہلے حکومت کی مخالفت میں، میں سینے پر گولی کھاؤں گا" مگر جب مسلمان فوج ایران، عراق، شام، فلسطین، سماٹرا اور جاوا میں بھیجی گئی تو مسٹر جناح نے حکومت کی مخالفت میں گولی کھانی تو در کنار ایک آواز تک بھی نہیں نکالی۔ (انڈین اینول رجسٹر ۱۹۳۸ء، جلد دوم صفحہ ۸۷۔ ۲۳ر اگست ۱۹۳۸ء)

مسٹر جناح کی انانیت

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور ۱۹۴۴ء میں مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی نے ایک قرارداد پیش کرنی چاہی جس کا مقصد یہ تھا کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا جائے کیونکہ یہ لوگ باتفاق علماء دائرہ اسلام سے خارج ہیں لیکن مسٹر جناح نے اپنے آمرانہ اقتدار سے اس قرارداد کو پیش نہیں ہونے دیا جس پر لیگی اخبارات نے بھی اظہار افسوس کیا۔ (زمیندار ۱۱ر شعبان ۶۳ھ)"

دوسرا ٹریکٹ

عنوان "پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے"

یہ ٹریکٹ نامی پریس اخبار سٹریٹ لاہور میں طبع ہوا اور "اراکین مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ" نے سپرد قلم فرمایا تھا۔ ٹریکٹ کے آغاز میں بتایا گیا کہ:

"کانفرنس کی ناکامی کے بعد مسٹر جناح نے مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں عام انتخابات کرائے جائیں...... نوابوں، راجاؤں، سروں، خان بہادروں اور جاگیرداروں کے قبضہ میں ہے جو اپنا فائدہ اسی میں سمجھتے ہیں کہ انگریزی حکومت ہندوستان میں باقی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے عام مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی حقوق کے حصول اور حفاظت کے لئے کبھی کوئی خدمت انجام نہیں دی بلکہ اس کے برعکس وہ ہر موقع پر ہندوستان کی آزادی کے راستہ میں روڑا ثابت ہوتی رہی اور مسلمانوں کے مفاد کو بے دریغ قربان کرتی رہی۔ علاوہ ازیں ہندوستان کی اسمبلیوں اور کونسلوں کی روئداد اس امر کی شہادت بھی دیتی ہے کہ لیگ کے ارکان نے ہمیشہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور ضروریات کی مخالفت کی ہے اور اس کے مخالفانہ طرز عمل کی وجہ سے اسمبلیوں میں بہت سے ایسے قانون منظور ہو گئے ہیں جو شریعت اسلامیہ کے بالکل خلاف ہیں۔

اسلئے جمعیۃ علماء ہند کی دعوت پر عام مسلمانوں کی تمام آل انڈیا اور صوبائی مقتدر جماعتوں نے مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے ایک متحدہ اسلامی محاذ قائم کر کے فیصلہ کیا کہ آنے والے الیکشن میں غریب مسلمان متحد ہو کر ان سروں، خان بہادروں، نوابوں اور راجاؤں کا مقابلہ کریں جو مسلم لیگ کا نقاب پہنے ہوئے ہیں اور ان کیلئے ناممکن بنا دیں کہ وہ (۱) آئندہ ہندوستان اور اسلام کی آزادی کے راستہ میں رکاوٹ بن سکیں۔

(۲) پاکستان یا اسی قسم کا کوئی دوسرا فریب آمیز اور بے معنی نعرہ لگا کر ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بنائے رکھنے کا ذریعہ بن سکیں اور تمام اسلامی ممالک۔ حجاز مقدس، عراق، شام، فلسطین، مصر، ایران، افغانستان وغیرہ پر انگریزی غلبہ واقتدار قائم رکھنے میں مدد دے سکیں۔

(۳) اسمبلی میں ایسے قوانین بنوا سکیں جو قرآن مجید کے احکام سے علانیہ بغاوت کی حیثیت رکھتے ہوں جیسا کہ وہ ساردا بل، خلع بل، قاضی بل اور آرمی بل وغیرہ کے سلسلہ میں کر چکے ہیں۔

(۴) مسلمانوں کے ایثار پیشہ علماء اور کارکنوں کے خلاف بے پناہ جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے اور اسلام کی حفاظت اور تبلیغ و اشاعت کا فرض ادا کرنے والی مذہبی جماعت کی توہین و تذلیل کر کے مذہب اور اہل مذہب کو ختم کر دینے کی کوشش کر سکیں۔

(۵) اسلامی تہذیب اور اسلامی چلن کو مٹا کر انگریزی تہذیب، انگریزی طور طریقے اور انگریزی قانون کو مسلمانوں میں رائج کر سکیں"

آخر میں مسلمانان ہند کو تلقین کی گئی کہ:

"برادران اسلام! آنے والا الیکشن ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی آزادی کا بنیادی پتھر ہے۔ اس پتھر کو سیدھا اور صحیح رکھنے کی کوشش کیجئے اور خوشنما نعروں، غلط وعدوں، جھوٹی خبروں اور دولت مندوں کے بچھائے ہوئے دوسرے خطرناک جالوں میں گرفتار ہونے سے اپنے آپ کو بچائیے۔ اور نوابوں، راجاؤں، سروں اور خان بہادروں کو جو انگریزی حکومت کے بلاشبہ ایجنٹ ہیں۔ قطعاً مایوس کر دیجئے۔

کرنل لارنس نے ملک عرب کو تقسیم کرا کر عرب قوم کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کا غلام بنا کر خوفناک مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ مسلم لیگ پاکستان کے نام سے ہندوستان کی تقسیم کرا کر اس کے مختلف حصوں کو ہمیشہ کے لئے انگریز کے پنجہ آہنی میں پھنسا دینا چاہتی ہے۔ اس کے نعرہ اسلام اور مسلم لیگ کے فریب سے بچو۔

ہمارا نعرہ

پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے"

تیسرا ٹریکٹ

یہ ٹریکٹ درج ذیل چار شہ سرخیوں سے مزین تھا:

۱: مسٹر جناح کا اسلام اور اس کے خوفناک نتائج

۲: شرعی قانون کی جگہ غیر شرعی قانون نافذ کرانے کی

fozman
foods

A LEADING BUYING
GROUP FOR
GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

شرمناک سازش

۳: "اسلامی قانون ایک جنجال ہے" (جناح)

۴: کیا مسلمان محمدیؐ اسلام چاہتے ہیں یا جناحی اسلام؟

اس ٹریکٹ میں گورنمنٹ آف انڈیا گزٹ شعبہ قانون سازی صفحہ ۱۶۰-۱۶۱ سے قائداعظم کی ایک تقریر کا ایک طویل اقتباس نقل کر کے یہ تبصرہ کیا گیا:

"مسلمانو! خدا کے لئے مسٹر جناح کی اس تقریر کو ایک سچے مسلمان کی طرح غور سے پڑھو- بار بار پڑھو اور پھر فیصلہ کرو کہ جو شخص ڈنکے کی چوٹ قرآن کے حکم منسوخ کر دینے کا (نعوذ باللہ) دعویٰ کرتا ہو- جو شخص قرآن اور خدا کے حکم کو مٹانے کے لئے انگریزی حکومت کے خلاف شرع قوانین کو اپنی تائید میں پیش کرتا ہو- جو شخص نئی تہذیب کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے علی الاعلان اسلامی شریعت کو تباہ کر دینا چاہتا ہو- جو شخص مذہبی قانون کو تکلیف دہ اور جنجال سمجھتا ہو اور اسے اسمبلیوں کے ذریعہ قانون بنوا کر مٹا دینا چاہتا ہو- جو شخص احکام خداوندی کو توڑ پھوڑ ڈالنے کا نام دے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ووٹ دے کر اسمبلیوں میں بھیجا جائے-

عزیز بھائیو! مسلم لیگ کے قائد اور ان کے مسلم لیگی ساتھیوں کی اسی طرح کی بے شمار اسلام دشمنیوں کا تجربہ کرنے کے بعد

جمعیۃ علماء ہند مجبور ہوئی

کہ وہ صحیح خیال مسلمانوں کو متحد کر کے مرکزی مسلم پارلیمنٹری بورڈ بنائے- اور مسلمانوں سے درخواست کرے کہ وہ صرف مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے امیدوار کو ووٹ دیں- تاکہ مسٹر جناح اور ان کے ہم خیال لوگوں نے بقول مسٹر جناح اب تک قرآن کے حکم کے خلاف جتنے قانون بنوائے ہیں ان کی اصلاح کرائی جا سکے اور آئندہ مسلمانوں کے لئے کوئی ایسا قانون نہ بننے دیا جائے جو قرآن اور شریعت کے خلاف ہو- لہٰذا

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنا فرض پہچانیں- اپنے ووٹ کی قیمت اور اہمیت کو سمجھیں اور صرف لیگ کے مخالف اور آزاد خیال جماعتوں کے امیدوار کو ووٹ دیں"

"آپ کے بھائی اراکین سنٹرل مسلم پارلیمنٹری"

(مطبوعہ نامی پریس لاہور)

....

تحریک پاکستان اور "امام الہند"

"امام الہند" جو ان حضرات کے سرخیل اور "خضر طریقت" تھے، تحریک پاکستان کو کس زاویہ نگاہ سے دیکھتے تھے اس کا جواب انہی کے الفاظ میں دیا جانا چاہتے ہیں- فرماتے ہیں:

"I must confess that the very term Pakistan goes against my grain. It suggests that some portions of the world are pure while others are impure. Such a division of territories into pure and impure is un-Islamic and a repudiation of the very spirit of Islam. Islam recognises no such division and the Prophet says, 'God has made the whole world a mosque for me.' Further, it seems that the scheme of Pakistan is a symbol of defeatism and has been built up on the analogy of the Jewish demand for a national home. It is a confession that Indian Muslims cannot hold their own in India as a whole and would be content to withdraw to a corner specially reserved for them.

One can sympathise with the aspiration of the Jews for such a national home, as they are scattered all over the world and cannot in any region have any affective voice in the administration. The condition of Indian Muslims is quite otherwise. Over 90 millions in number they are in quantity and quality a sufficiently important element in Indian life to influence decisively all questions of administration and policy. Nature has further helped them by concentrating them in certain areas.

In such context, the demand for Pakistan loses all force. As a Muslim, I for one am not prepared for a moment to give up my right to treat the whole of India as my domain and to share in the shaping of its political and economic life. To me it seems a sure sign of cowardice to give up what is my patrimony and content myself with a mere fragment of it.

"میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ پاکستان کا لفظ ہی میری طبیعت قبول نہیں کرتی اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک حصہ تو پاک ہے اور باقی ناپاک، پاک اور ناپاک کی بنیاد پر کسی قطعہ ارض کی تقسیم قطعاً غیر اسلامی اور روحِ اسلام کے بالکل منافی ہے- اسلام اس طرح کی کوئی تقسیم قبول نہیں کرتا- آنحضرت کا قول ہے کہ "خدا نے ساری دنیا کو میرے لئے مسجد بنایا ہے، علاوہ ازیں میں تو محسوس کرتا ہوں کہ پاکستان کی اسکیم شکست خوردگی کی ایک واضح علامت ہے- اس کی تعمیر جس بنیاد پر رکھی گئی ہے وہ ہے یہودیوں کے قومی وطن کی مثال- یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ ہندوستانی مسلمان ہندوستان کو بحیثیت مجموعی اپنا وطن نہیں بنا سکتے، وہ صرف اس ٹکڑے پر قناعت کریں گے جو ان کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہو-

وطن الیہود اور پاکستان: جہاں تک یہودیوں کے قومی وطن کا مطالبہ ہے اس سے ہمدردی کی جا سکتی ہے کیونکہ وہ ساری دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں اور کسی علاقہ میں بھی نظم و انصرام پر کوئی اثر نہیں رکھتے لیکن ہندوستانی مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے- ان کی تعداد نوے ملین سے زیادہ ہے وہ کمیت اور کیفیت ہر لحاظ سے ہندوستانی زندگی کا ایک اہم عنصر ہیں- وہ انتظام اور پالیسی کے ہر مسئلہ پر فیصلہ کن طور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں- قدرت نے ان کی مزید مدد اس طرح کی ہے کہ بعض رقبوں میں ان کی اکثریت بھی ہے، اس سے بڑھ کر بزدلانہ بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ میں پورے آبائی ترکہ سے دستبردار ہو کر اس کے صرف ایک ٹکڑے پر قناعت کر لوں!"

حضرت قائداعظم نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو کوئٹہ میں بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس یونین سے خطاب کرتے ہوئے ایسے معاندین پاکستان کی ان لفظوں میں نشاندہی کی:

"I see that forces are working against us and the Congress is determined, by hook or by crook to create disruption among the Muslamans with the help of those Muslims who I am sorry to say are not with us but with our enemies and are being used by them for the purpose of misleading the Muslamans as decoyed birds, because they are Hindus in all respects except in name and form. No doubt the Congress has money, powerful organisation and press but Right is with us. God is with us and Insha Allah we shall win..."

('Some Recent Speeches and Writings of Mr. Jinnah', collected and Edited by Jamil-ud-din Ahmad, Vol II, pages 314-315).

یعنی "میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض طاقتیں ہمارے خلاف مصروف عمل ہیں- کانگرس بہر حیلہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے- ان مسلمانوں کی مدد سے (جو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری بجائے ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں) کانگرس مسلمانوں کو اپنے مقصد سے بھٹکانے کے لئے انہیں شکاری پرندوں کے طور پر استعمال کر رہی ہے جو خود بھی عملاً نام اور ہیئت کے علاوہ ہر اعتبار سے ہندو ہیں- بے شک کانگرس کے پاس سرمایہ ہے ایک مستحکم تنظیم ہے پریس ہے لیکن حق ہمارے ساتھ ہے اور خدا بھی ہمارے ساتھ ہے- انشاء اللہ جیت ہماری ہو گی-"

....

قائداعظم کی زبردست مردانگی اور قوت ارادی

قائداعظم کی زبردست شجاعت، مردانگی اور بے پناہ قوت ارادی اور غیر معمولی فراست و ذہانت کا واقعاتی اعتبار سے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو گا کہ انہوں نے عین الیکشن کے دنوں میں خود ہی اس "بدنام فرقہ" سے ربط ضبط کا انکشاف ایک پریس ریلیز جاری کر کے فرمایا جس کی طرف ذرا سی نسبت مذہبی حلقوں میں ہمیشہ طوفان بپا کرتی چلی آتی تھی- چنانچہ تحریک پاکستان کے ترجمان خصوصی اخبار "ڈان" نے ۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں حسب ذیل خبر شائع کی:

AHMADIYA COMMUNITY TO SUPPORT MUSLIM LEAGUE QADIAN LEADER'S GUIDANCE

QUETTA. Oct. 7 - Mr. M.A. Jinnah has released the following correspondence to the press:

Letter from the Nazir-ul-Moarifa of the Ahmadiya movement Qadian addressed to Mr. Jinnah:

Dear sir I beg to enclose herewith a copy of the letter from Mohd Sarwar Dani of village Malguzar Purda, district Raipur, addressed to Hazrat Khalifatul Masih, second head of the Ahmadiya community and the reply thereto for your kind perusal. Yours faithfully".

The text of the letter from Mohd Sarwar Dani referred to above: "We have the honour to make a request and a query. We are a few Ahmadiyas here in this town and in the present electioneering campaign. We have been approached both by the League and the Congress for contributions and assistance to the respective parties and candidates. Kindly guide us whom we should support."

Reply from the head of the Ahmadiya Community, " You ought to support Muslim League in the present elections and offer them whatever means of co-operation and assistance you can possibly afford. Muslims do require a united front in the present crisis. Their differences if allowed to exist will affect them adversely for hundreds of years to come"- API

جماعت احمدیہ مسلم لیگ کی حمایت کرے گی

امام جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت

کوئٹہ: ۷ اکتوبر- قائداعظم محمد علی جناح نے درج ذیل خط و کتابت پریس کو بھجوائی ہے-

ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان کا خط جناح (قائداعظم) کے نام

جناب عالی!

محمد سرور دانی (Mohammad Sarwar Dani) ساکن مالگزار پردہ ضلع رائے پور کا حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک خط اور (حضور کی طرف سے) اس کا جواب آں محترم کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے-

آپ کا مخلص

....

محمد سرور دانی کے متذکرہ بالا خط کا متن

"ہمیں ایک معاملہ میں حضور کی رہنمائی کی ضرورت ہے- اس قصبہ میں ہم چند ایک احمدی رہتے ہیں- موجودہ انتخابی مہم میں مسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے ہم سے رابطہ قائم کیا ہے کہ ہم چندوں کے ذریعہ اور (دیگر ذرائع سے) ان کی پارٹی اور ان کے امیدواروں کی امداد و حمایت کریں-

بقیہ صفحہ ۱۶ پر

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر،

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ

ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX & TEL:04504-202

مجلس سوال وجواب

(۱۰ر جنوری ۱۹۹۷ء)

مرتبہ: یوسف سلیم ملک

(ادارہ الفضل مجلس سوال وجواب کی روئیداد اپنی ذمہ دواری پر شائع کر رہا ہے)

قسط نمبر ۲

آباء پرستی کی اصل حقیقت

سائل نے عرض کیا کہ میرے ایک چینی دوست ہیں جن کا Ancestor Worship سے تعلق ہے وہ گرینڈ فادر کی عبادت کرتے ہیں تو اس لحاظ سے ان کو کیسے Convince کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا ان کی جو عبادت ہے وہ خدائی تصور سے الگ ہے۔ وہ Ancestor Worship اس طرح نہیں کرتے کہ اس کو زندہ سمجھ کر اس کو مانتے ہیں بلکہ آباؤاجداد کا جو ادب اور احترام ہے اس کے تعلق میں وہ اپنے آباؤاجداد کی روحوں کو خوش کرنے کے لئے کچھ لکڑی کی چیزیں بناتے ہیں، کچھ میں خوشبوئیں جلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کی روحیں خوش ہونگی اور ان کے سامنے جھکتے ہیں کہ ہم آپ کے فرمانبردار بچے ہیں، یہ ہے بس۔ ان کے Ancestor Worship میں خدائی کے کوئی تصورات ہیں ہی نہیں جو بت پرستی میں ہیں یا زندہ مذاہب یعنی توحید پرست مذاہب میں ہیں۔ ان کی فلاسفی یہیں آکر ختم ہو جاتی ہے اور ان کا اصل فلسفہ مختلف ہے اور وہ یہ ہے کہ روح میں ڈوب کر سچائی کی تلاش کی جائے۔ وہ تاؤازم اور کنفیوشزم دونوں میں ملتا ہے لیکن اس کے مزید پس منظر میں جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ مذہب کا آغاز صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ یعنی ہر مذہب نے جب اپنے منبع سے دوری کا سفر اختیار کیا ہے تو مختلف سمتوں میں چلا گیا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ پانی ایک ہی سمت میں بہے۔ اس لئے کچھ بت پرستی کی طرف چلے گئے، کچھ یہی آباء پرستی کی طرف چلے گئے، کچھ یوگا فلسفہ کی طرف نکل گئے۔ پس آغاز تو خدا کی طرف سے ہوا تھا مگر اب ان کا دوری کا رستہ ہے جو ایک خاص نشیب پر چل پڑا ہے اس لئے ان کو خدا کی ہستی کا قائل کرنے کے لئے خدا کی ہستی کے نمونے پیش کرنے ہونگے۔

☆☆☆☆☆

مصنوعی طریقے پر زندہ رکھنے کا جواز

چند سال قبل فٹ بال کے ایک میچ میں ایک لڑکا زخمی ہو گیا تھا جسے تین سال تک قومہ میں مشینوں کے ذریعہ کھانا دے کر زندہ رکھا گیا حالانکہ اس کا دماغ فوت ہو چکا تھا۔ اس کے ناامید والدین نے عدالت کے ذریعہ اس کی مشین اتروادی۔ اس کے دو ہفتوں کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ اس لئے کہ مشینوں کے ذریعہ تو اس کو خوراک بھی پہنچائی جاتی تھی۔ کیا یہ جائز ہے کہ بھوکا رکھ کر ایک انسان کو مار دیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا اس کو کیوں بھوکا رکھا گیا تھا۔ سائل نے عرض کیا کہ وہ مشینیں اتروادی گئی تھیں جن سے اس کو کھانا دیتے تھے۔ حضور نے فرمایا دماغ تو مر چکا تھا۔ وہ تو گوشت کا ایک لوتھڑا تھا اس نے کیا کرنا تھا۔ اس میں کھانے کی صلاحیت ہی نہیں تھی۔ خدا تعالیٰ نے نارمل طریقے پر غذا روغیرہ کے جو انتظام فرمائے ہیں اگر کوئی شخص ان سے عاری ہو جائے تو دوسرے طریقے سے زبردستی غذا دینا فرض نہیں ہے، خاص طور پر اگر دماغ مر چکا ہو پھر تو لاش گھسیٹنے والی بات ہے۔ ایسی صورت میں تو سجدہ کرنا چاہئے خدا کے حضور کہ تیرا جو حکم آگیا ٹھیک ہے۔ یہ جو مصنوعی طریق پر لوگ مشینوں کے ذریعہ زبردستی لوگوں کو گھسیٹتے ہیں میرے نزدیک یہ صرف اس حد تک جائز ہے جس حد تک دماغ ابھی مرانہ ہو اور اس کے دوبارہ نارمل زندگی گزارنے کے امکانات موجود ہوں۔ یعنی اس کے لئے دوبارہ عام روز مرہ کی زندگی گزارنے کے لئے امکانات موجود ہوں۔ اگر یہ نہ ہوں تو اس کو کہتے ہیں Vegetative growth جیسے سبزی اگی ہوئی ہے اس کا کیا فائدہ؟ اللہ کی تقدیر ہے، انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔ سائل نے عرض کیا میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی جیسے مثلاً بھوکا رہنے میں ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا جب دماغ ہی نہیں ہے تو تکلیف کا کیا سوال ہے۔ آپ نے تو بات ہی اس سے شروع کی تھی کہ اس کا دماغ مر چکا ہے۔

☆☆☆☆☆

جماعتی زندگی میں دعائوں کی حیثیت

اس سوال پر کہ موجودہ دور میں جماعت کو کون سی خاص دعا ہے جو پڑھنی چاہئے۔ حضور انور نے جواباً فرمایا، ایک دعا نہیں بہت سی دعائیں ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی ہو رہی ہے وہاں آنے والوں کے لئے دعائیں، ان کے ایمان کے استحکام کے لئے دعائیں، جماعت کے دینی اور مالی تقاضے پورے کرنے کے لئے دعائیں اور پھر ایک یہ بات ہے جس کا دعاؤں سے تعلق ہے کہ پھر یہ ترقی کی رفتار جاری رہے اور قوموں کی قومیں احمدیت میں داخل ہوں۔ دوسرے اس کی Support جو ہے یعنی جو مالی نظام اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ اسی طرح جماعت کی تربیت کی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق بخشے۔

☆☆☆☆☆

جماعت احمدیہ کا فقہی مسلک

حضور ایدہ اللہ نے ایک غیر از جماعت کے اس سوال پر کہ جماعت احمدیہ کس فقہ کی پیروی کرتی ہے فرمایا تھا کہ عمومی طور پر ہم فقہ حنفیہ کی پیروی کرتے ہیں لیکن میرے خیال میں بعض امور میں حضرت امام شافعیؒ قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہیں۔ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر سجدہ تلاوت آتے ہیں سورہ الحج میں دو سجدہ تلاوت ہیں دوسرے سجدہ کے مقام پر عندالامام شافعی لکھا ہوتا ہے۔ فقہ حنفیہ والے اس کو سجدہ نہیں مانتے۔ حضور نے فرمایا سورہ حج میں ایک کی بجائے دو سجدے ہیں۔ ایک ایسا سجدہ ہے جو حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک ہونا چاہئے تھے اور جماعت احمدیہ کا بھی یہی مسلک ہے، وہاں سجدہ کرتی ہے۔ تو اس لئے میں نے کہا تھا کہ جماعت بعض باتوں میں حضرت امام شافعی کے فیصلے کو فوقیت دیتی ہے اور یہ مثال ہے، عندالامام شافعیؒ اس لئے لکھا ہے کہ پھر دوسرے اعتراض نہ کریں کہ جماعت احمدیہ نے اپنی طرف سے ایسا کر لیا ہے اس لئے ان کے دل کی تسلی کے لئے عندالامام شافعی لکھ دیا گیا ہے۔

سائل نے کہا کہ سورہ صٓ میں جو سجدہ ہے حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک سجدہ درست نہیں لیکن فقہ حنفیہ والے اس کو سجدہ مانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس میں جو بنیادی اصول ہے وہ یہ ہے کہ سجدہ کرنے میں تکلیف کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے مسلک میں اصل میں یہ روح کار فرما ہے کہ جہاں ایک بزرگ امام سمجھتا ہے کہ سجدہ ہے دوسرا مانے نہ مانے سجدہ کرنے میں نقصان کیا ہے۔ اگر سجدہ کر دیں تو اچھا ہوگا۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، آسٹریلیا)

مینڈکی کو زکام ہو جائے تو ناک دائیں پنجہ سے صاف کرتی ہے یا بائیں سے اور پیٹ میں درد ہو تو کیا کرتی ہے

کیا زمانہ آگیا ہے کہ ہر بات کی کھال اتاری جاتی ہے۔ بظاہر اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ریسرچ ہوتی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی نئی بات سامنے آتی ہے۔

ایک ایسی ہی ریسرچ رسالہ ''آسٹریلیا نیچر'' میں شائع ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مینڈک کا معدہ خراب ہو جائے یا کوئی زہریلی چیز نگل بیٹھے تو وہ بجائے الٹی کرنے کے پورا معدہ ہی پیٹ سے باہر نکال کر اس کی خوب صفائی کرتا ہے اور پنجوں سے اچھی طرح چھان پھٹک کر کے دوبارہ اندر ڈال لیتا ہے۔ مینڈکوں کا معدہ پیٹ کے وسط میں نہیں بلکہ ایک طرف کو ہٹا ہوا ہوتا ہے۔ جس جھلی سے یہ جسم سے جڑا ہوتا ہے وہ سائز میں دائیں طرف سے چھوٹی اور بائیں طرف سے لمبی ہوتی ہے اس لئے معدہ جب وہ باہر نکالتا ہے تو وہ دائیں طرف کو جھکا ہوتا ہے تا صفائی میں آسانی ہو۔ مینڈک کے پاس معدہ کو صاف کرنے کا اگرچہ انتظام ہے لیکن اس کو استعمال کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے۔ بس کبھی کبھار ہی۔

اسی سلسلہ میں ایک اور تحقیق آسٹریلیا اور اٹلی کے سائنس دانوں نے مل کر کی تھی جو بین الاقوامی رسالہ ''نیچر'' میں شائع ہوئی تھی۔ تحقیق طلب معاملہ یہ تھا کہ مینڈک اپنے معدہ اور تھوتھنی (Snout) کو صاف کرنے کے لئے دایاں پنجہ استعمال کرتا ہے یا بایاں اور اس کا تعلق دماغ کی ساخت اور مینڈک کے ارتقاء سے کیا ہے۔ اب تک تو یہی سنتے آئے تھے کہ ''لو جی بی مینڈکی کو بھی زکام ہوا'' جس سے غالباً یہ مراد تھی کہ وہ جو ہر وقت پانی، نمی اور سردی میں رہے اس کو بھی زکام ہونے لگے تو عجیب بات ہے۔ اب پتہ چلا کہ مینڈک کو نہ صرف زکام ہو سکتا ہے بلکہ وہ اپنے ناک کو صاف بھی کرتا ہے۔ بہر حال ان کی تحقیق نے یہ بتایا کہ یورپ کے مینڈک معدہ اور ناک وغیرہ کی صفائی کے لئے دایاں پنجہ استعمال کرتے ہیں اور آسٹریلیا کے مینڈک دونوں کو۔ اس سے خیال پیدا ہوا کہ شائد ان کے دماغوں کی ساخت مختلف ہو یا اس میں ارتقاء کے عمل کو کچھ دخل ہو۔ سائنس دانوں نے معلوم کیا ہے کہ جس طرح انسانوں کے دماغ دائیں بائیں سے بظاہر ایک ہونے کے باوجود مختلف کام سر انجام دیتے ہیں ایسا ہی سلسلہ جانوروں، بندروں، چوہوں، پرندوں وغیرہ میں بھی ہے۔ گویا کثرت میں بھی ایک وحدت ہے۔

گو بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن اللہ کے کاموں پر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اس نے اپنی ہر مخلوق کو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ اس کی فطری اور آسمانی ہدایت کا بھی سامان کیا ہے۔ جانوروں کو اپنی بقا اور حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اس کی ہدایت بطور جبلت (Instinct) ان کے اندر ودیعت کر دی گئی ہے۔ الغرض ہر مخلوق کو اس کے مناسب حال ہدایت دی گئی ہے کہ ہر چیز میں ایک اعلیٰ درجہ کا منصوبہ، ارادہ اور مقصدیت (Purposiveness) نظر آتی ہے۔ ورنہ ایک مینڈکی کے بچہ کو کس نے سکھایا کہ زہریلی یا نقصان دہ چیز کو معدہ سے کیوں اور کیسے صاف کرنا ہے اور تھوتھنی کیسے صاف کرنی ہے اور پھر دائیں پنجہ سے صاف کرنی ہے یا بائیں پنجہ سے یا دونوں سے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یہ ایک زبردست دلیل ہے کہ دیکھو کس طرح کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے مناسب حال ہدایت سے فیضیاب ہو رہا ہے خواہ وہ عالم جمادات ہو، نباتات ہو، حیوانات ہو یا اشرف المخلوقات انسان۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یہ وہ دلیل ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے پیش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو دلیلیں بھی کیا خوب سمجھاتا ہے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ ''اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے'' اور جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ''ربنا الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدی'' (طٰہٰ ۵۰:۲۰)۔ یعنی ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو (اس کی ضرورت کے مطابق) اعضاء عطا کئے ہیں اور پھر ان (اعضاء) سے کام لینے کا طریقہ سکھایا ہے۔

فسبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم۔

الفضل انٹرنیشنل کی سالانہ زرخریداری

برطانیہ	پچیس پاؤنڈز
یورپ	چالیس پاؤنڈز
دیگر ممالک	ساٹھ پاؤنڈز

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ

حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ ۴؍دسمبر ۱۸۸۱ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں آپؓ خطرناک طور پر بیمار ہوگئے اور ایک سال سے زیادہ عرصہ مختلف معالجوں سے علاج کروانے سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا تو حضرت منشی تاج الدین صاحبؓ اکاؤنٹنٹ کے کہنے پر قادیان آگئے۔ قادیان پہنچ کر جب پہلے روز ہی حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ مبارک دیکھا تو دل نے گواہی دی کہ یہ مونہہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ پھر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا درد بھرا حال کہا اور ناسور دکھایا تو حضرت مولوی صاحبؓ نے ناسور دیکھ کر سخت تشویش کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اب تو دوا سے زیادہ دعا کی ضرورت ہے اور پھر آپؓ کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کر کے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے صرف اتنا کہا کہ خطرناک ہے۔

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حضورؑ کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا اور حضورؑ کے محبت آمیز کلمات نے آپؓ کو چشم پر آب کردیا اور آپؓ کی یہ حالت ہوگئی کہ زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکے۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ "میں اپنی بساط کو جانتا تھا، میری حالت یہ تھی کہ محض ایک لڑکا میلے اور پرانے وضع کے کپڑے، چھوٹے درجہ چھوٹی قوم کا آدمی، میرے مونہہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے آنسو جاری ہوگئے"۔ جب حضورؑ نے یہ فرمایا "میں تمہارے لئے دعا کروں گا، فکر مت کرو انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے" تو آپؓ مطمئن ہوگئے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے معمولی سا علاج شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محض ایک مہینہ میں ہی آپؓ بالکل تندرست ہوگئے۔ اس طرح آپؓ کی خوش قسمتی آپؓ کو بیمار کر کے قادیان لے آئی اور ۱۹۰۱ء میں آپؓ نے قبولِ احمدیت کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۰۳ء میں آپؓ نقل مکانی کر کے مستقل قادیان آگئے۔

قادیان میں ہی قیام کے دوران آپؓ کو طاعون ہوگئی تو حضرت مسیح موعودؑ اپنے ہاتھوں سے دوا تیار کر کے آپؓ کو بھیجتے رہے۔ آپؓ کی بیماری کے دوران آپؓ کے والد آپؓ کو گھر لے جانے کے لئے قادیان آئے لیکن آپؓ نے ان کے ساتھ جانے کی بجائے قادیان میں ہی رہنے کو ترجیح دی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو طاعون سے معجزانہ شفا عطا فرمائی۔

ستمبر ۱۹۰۷ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کو زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ بھی اس تحریک پر لبیک کہنے والے اولین ۱۳؍اصحاب میں شامل تھے۔ اس وقت آپؓ علی گڑھ کالج میں .B.A کے طالبعلم تھے۔

حضرت مولوی صاحبؓ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۱ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈماسٹر رہے۔ جنوری ۲۳ء سے دسمبر ۲۵ء تک امریکہ میں دعوت الی اللہ کی توفیق پائی اور پھر ایک طویل عرصہ تک تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈماسٹر رہے۔ ۴۲ء سے ۴۷ء تک گرلز ہائی سکول قادیان کے ہیڈماسٹر بھی رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لمبے عرصہ تک بطور ناظر تعلیم اور "ریویو آف ریلجنز" کے ایڈیٹر کے فرائض انجام دیئے۔ ۶۵ء میں صدر انجمن احمدیہ کے صدر کے عہدہ جلیلہ پر آپؓ کا تقرر ہوا اور تا وقتِ وفات اسی عہدہ پر فائز رہے۔ ۷؍مارچ ۱۹۸۳ء کو ۱۰۲ سال کی عمر میں آپؓ وفات پاگئے۔ اس طرح آپؓ نے قریباً ۷۶ سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپؓ کے مختصر حالات زندگی مکرم مولانا عبدالباسط صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷؍جون میں شاملِ اشاعت ہیں۔

محترم محمد ابراہیم جمونی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ انتہائی سادہ مزاج، تصنع سے پاک اور کفایت شعار مگر غریبوں کیلئے سخی انسان تھے۔ آپؓ کا اخلاق اور کردار بہت مضبوط تھا اور آپؓ بہت نڈر اور حق گو تھے۔ آپؓ کو حافظہ بھی کمال کا عطا ہوا تھا۔ آپؓ انگریزی زبان کے ماہر اور اتھارٹی تھے۔ چنانچہ حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے جب حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر تفسیر صغیر کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنا شروع کیا تو حضرت چودھری صاحبؓ کی درخواست پر آپؓ کے ساتھ مدد کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کو بھی لگایا گیا۔

حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کی تعلیمی خدمات اتنی بھرپور ہیں کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقعہ پر آپؓ کی خدمات کو جماعت پر احسان قرار دیا۔ آپؓ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تابوت والی ٹرالی کو دیگر احباب کے ہمراہ کھینچ کر قبر تک پہنچایا اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔ نیز حضور انور نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں نہایت محبت سے حضرت مولوی صاحبؓ کا ذکر خیر کرنے کے بعد فرمایا "......ایک محمد دین اگر آج ہم سے جدا ہوتا ہے تو خدا کرے کہ لاکھوں کروڑوں محمد دین پیدا ہوں۔"

-......☆......☆......☆......-

حضرت کعب بن مالکؓ

حضرت کعب بن مالکؓ کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا اور زمانہ جاہلیت میں آپؓ کی کنیت ابوبشیر تھی جسے آنحضرت ﷺ نے بدل کر ابو عبداللہ کردیا۔ آپؓ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے اور بیعت عقبیٰ ثانیہ کے موقع پر ۷۰؍افراد کے ہمراہ مدینہ سے مکہ آکر آپؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ جب آنحضور ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپؓ کو حضرت طلحہؓ کے ساتھ بھائی بنادیا۔ غزوہ بدر میں آپؓ شامل نہ ہوسکے کیونکہ آنحضور ﷺ کا جنگ کرنے کا ارادہ نہیں تھا اس لئے بہت سے صحابہؓ تیاری نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ غزوہ احد میں آپؓ نے خوب داد شجاعت دی اور آپؓ کو گیارہ زخم آئے۔ اسی موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ افواہ اڑائی گئی کہ آپؐ شہید ہوگئے ہیں تو اس وقت حضرت کعبؓ نے ہی آنحضرت ﷺ کو پہچانا اور صحابہ کو اطلاع دی۔ اس کے بعد آپ ہر غزوہ میں شامل ہوئے لیکن جس طرح جنگِ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے اسی طرح آنحضور ﷺ کے آخری غزوہ میں بھی شرکت سے محروم رہے۔

جب آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک کی تیاری کیلئے صحابہ کو ارشاد فرمایا تو حضرت کعبؓ نے بھی سفر کیلئے دو اونٹ تیار کئے لیکن جب آنحضور ﷺ روانہ ہونے لگے تو آپؓ بغیر کسی وجہ کے، باوجود ارادہ ہونے کے بھی سفر پر نہ جا سکے۔ جب شہر میں نکلتے تو دیکھتے کہ سوائے کمزوروں اور منافقوں کے کوئی پیچھے نہیں رہا تو شرمندگی محسوس کرتے۔ ہر روز سفر کی نیت کرتے لیکن رہ جاتے حتیٰ کہ آنحضور ﷺ تبوک کے مقام پر پہنچ گئے جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت کعبؓ کے بارے میں خبر دی اور آپؐ نے صحابہ سے آپؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ جب آنحضور ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے تو حضرت کعبؓ کے دل میں آنحضورؐ کی ناراضگی سے بچنے کیلئے کئی تدابیر آئیں لیکن جب آپؓ خدمتِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو تہیہ کرلیا کہ صرف سچ بولیں گے۔ چنانچہ اس روز ۸۰ سے زیادہ آدمیوں نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں سفر پر نہ جاسکنے کی معذرت کی اور آپؐ نے ان کا عذر منظور فرمایا۔ لیکن حضرت کعبؓ نے اپنی باری آنے پر عرض کیا "...... جھوٹ بولنے سے اس وقت آپؐ تو خوش ہو جائیں گے لیکن خدا ناراض ہو جائے گا جو مجھے گوارا نہیں، اصل بات یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا......"۔

حضرت کعبؓ کی بات سن کر آنحضور ﷺ نے آپؓ کو جانے کا حکم دے کر فرمایا "تمہارے لئے خدا فیصلہ کرے گا"۔ آپؓ وہاں سے اٹھے تو بنو سلمہ کے کچھ لوگوں نے آپؓ سے کہا کہ اگر آپؓ بھی دوسروں کی طرح کوئی عذر پیش کردیتے تو آنحضورؐ نے سب کی طرف سے جو استغفار کیا تھا، تمہارا گناہ بھی معاف ہو جاتا۔ یہ سن کر آپؓ کو خیال آیا کہ بارگاہِ رسالتؐ میں جاکر اپنے پہلے بیان کی تردید کردیں۔ پھر کچھ سوچ کر پوچھا کہ میرے جیسے کوئی اور بھی ہیں۔ معلوم ہوا کہ دو نہایت صالح صحابہ مرارہ بن ربیعؓ اور ہلال بن امیہؓ بھی اسی صورتحال میں ہیں۔

آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو ان تینوں اصحابؓ سے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔ حضرت کعبؓ مسجد جاتے تو آنحضور ﷺ کو کن انکھیوں سے دیکھتے رہتے۔ آنحضور ﷺ بھی آپؓ کو دیکھتے لیکن جب آپؓ نماز سے فارغ ہوکر حضورؐ کی طرف متوجہ ہوتے تو آپؐ مونہہ پھیر لیتے۔ آپؓ کے ساتھ یہی برتاؤ آپؓ کے رشتہ داروں نے بھی کیا اور بالکل قطع تعلق کرلیا۔ ایسی مایوسی کے عالم میں آپؓ کے نام غسان کے بادشاہ نے ایک خط لکھا کہ "تمہارے ساتھ آنحضورؐ نے بڑی زیادتی کی لیکن خدا نے تم کو کسی ذلیل گھر میں پیدا نہیں کیا۔ تم میرے پاس آجاؤ......"۔ آپؓ نے خط پڑھ کر کہا یہ بھی ایک آزمائش ہے اور بادشاہ کا خط ایک تنور میں ڈال دیا۔

۴۰ روز گزرے تو آنحضور ﷺ کا قاصد آپؓ کے پاس آیا اور حضورؐ کا یہ حکم سنایا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔ آپؓ نے پوچھا طلاق دے دوں۔ جواب ملا نہیں، صرف الگ رہو۔ اس پر آپ نے بیوی کو میکے بھجوادیا۔ ۵۰ ویں روز آپؓ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے مکان کی چھت پر بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آواز آئی "اے کعب! بشارت ہو"۔ یہ سنتے ہی آپؓ فوراً سجدہ میں گرگئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر کے اپنی مغفرت چاہی۔ اسکے بعد دو افراد نے آنحضور ﷺ کا پیغام آپؓ کو پہنچایا جس میں معافی کی بشارت دی گئی۔ آپؓ نے خوش ہوکر اپنے کپڑے ان دونوں کو دے دیئے اور پھر آنحضورؐ کی خدمت میں حاضری ہوکر پوچھا "یارسول اللہ آپ نے معاف کیا"۔ فرمایا "میں نے نہیں خدا نے معاف کیا"۔ آپؓ نے جوشِ مسرت سے عرض کیا میں اپنا سارا مال صدقہ کرتا ہوں۔ آنحضورؐ نے فرمایا "کم کرو"۔ چنانچہ آپؓ نے خیبر کا اپنا حصہ صدقہ کے طور پر پیش کیا۔

حضرت کعبؓ نے اشعار بھی کہے اور اس حوالے سے آپؓ زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور تھے۔ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ سے آپؓ نے دریافت کیا کہ شعر کہنا کیسا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا "کچھ مضائقہ نہیں، مسلمان اس کی وجہ سے تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے"۔ حضرت کعبؓ کے پانچ بیٹے تھے۔ آپؓ کے حالاتِ زندگی مکرم مبشر احمد شاد صاحب کے قلم سے ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جون ۹۷ء کی زینت ہیں۔

-......☆......☆......☆......-

دختِ کرام

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت و سوانح (مرتبہ مکرم سید سجاد احمد صاحب) "دختِ کرام" کے نام سے محترم نواب عباس احمد خانصاحب نے شائع کروائی ہے جس میں حضرتِ اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح سے متعلق ایک تحریر بھی شاملِ اشاعت ہے۔ اس کتاب پر تعارفی نوٹ لکھتے ہوئے مکرم ن۔س صاحب روزنامہ "الفضل" ۱۳؍جون ۹۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہیں کہ ایسی کتب جماعت کی کردار سازی میں بہت مفید ثابت ہوتی ہیں اور حضرت اقدسؑ کی مبشر اولاد میں سے جس کسی کی بھی سیرت کا بیان ہو تو ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس سے بہتر زندگی گزارنے کا کوئی اور طریق نہیں ہو سکتا۔

-......☆......☆......☆......-

ایک واقفِ زندگی کا انٹرویو

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جون ۹۷ء میں مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب کا انٹرویو شامل اشاعت ہے۔ آپ ۱۸؍مارچ ۱۹۰۵ء کو سیالکوٹ شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امریکن مشن ہائی سکول اور پھر سری نگر ہائی سکول جموں سے حاصل کی۔ .B.A کرنے کے بعد ۲۹ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شعبہ تدریس سے وابستہ ہوگئے اور ۶۹ء میں ہیڈماسٹر ہوکر ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کے والد محترم نے ۱۸۹۵ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی تھی لیکن وہ جلد فوت ہوگئے اور آپ اپنے ماموں کی کفالت میں آگئے۔ آپ اپنے وقت کے کرکٹ کے اچھے کھلاڑی اور اپنے سکول کی ٹیم کے کپتان تھے۔ ۷۳ء سے ۸۲ء تک آپ کو بطور مبلغِ امریکہ بھی خدمت کی سعادت عطا ہوئی۔

-......☆......☆......☆......-

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" جون ۹۷ء میں شاملِ اشاعت ایک لطیفہ تفنن طبع کیلئے ہدیہ قارئین ہے:

کسی گودام کے مالک نے ایک نوجوان کو گودام میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔ اس نے نوجوان کو بلاکر پوچھا "تمہیں کام کرنے کی کتنی اجرت ملتی ہے؟" نوجوان نے جواب دیا "تیس ڈالر جناب"

"یہ لو تیس ڈالر اور بھاگ جاؤ" گودام کے مالک نے کہا اور پھر سپروائزر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "تم ایسے نکموں کو ملازم کیوں رکھ لیتے ہو"۔

"مگر جناب وہ لڑکا تو ہمیں پارسل دینے آیا تھا، ہمارے گودام کا ملازم نہیں تھا" سپروائزر نے جواب دیا

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول شدہ دیگر رسائل میں مجلس انصار اللہ امریکہ کا سہ ماہی "النحل" سرما ۹۷ء، جماعت احمدیہ کیرالہ (بھارت) کا ماہنامہ "Sathyadoothan" شامل ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

5/9/97 - 11/9/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time.
For more information please phone or fax +44 181 874 8344

2 JAMADI AL AWWAL
Friday 5th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Prog - History of Ahmadiyyat (Part 11) (R)
02.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 34 (16.6.94) (Part 2) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
05.00 Homoeopathy Class with Huzur(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira on 'Paak Mohammad Mustafa(saw) Nabiyun ka sardar' - Islamabad, Pakistan - Part 1
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone -Part 23
12.05 Tilawat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from Fazl Mosque, London
14.00 Bengali Programme
15.00 Huzoor's Mulaqat With French Speaking Friends
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Friday Sermon By Huzoor Rec. 5.9.97(R)
18.05 Tilawat, Hadith
18.35 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class
21.00 Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Huzoor's Mulaqat With French Speaking Friends

3 JAMADI AL AWWAL
Saturday 6th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production: Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema (No. 17)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -Part 23
05.00 Huzoor's Mulaqat With French Speaking Friends
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00 Liqaa Ma'al Arab
10.00 Urdu Class
11.00 Speech
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Arabic Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - by Atfal & Nasirat, Jhang
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.30 Children's Class (R)
23.30 Learning Chinese

4 JAMADI AL AWWAL
Sunday 7th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - by Atfal & Nasirat, Jhang
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Canadian Desk - 'Tech Talk'
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
05.00 Children's Class -(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - by Atfal & Nasirat, Jhang
07.00 Friday Sermon By Huzoor - Rec. 5.9.97 (R)
08.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Around The Globe : Annual Speech Competion, Jamia Ahmadiyya, Rabwah
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat With English Speaking Friends
16.00 Liqaa Maal Arab
17.00 Albanian Programme - Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
18.05 Tilawat ,Hadith
18.35 Children's Corner - Sports - Waqfeen-e-Nau
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bait Bazi :
21.30 Dars-ul-Quran (No. 12) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.30 Learning Chinese

5 JAMADI AL AWWAL
Monday 8th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Sports - Waqfeen-e-Nau (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Around The Globe: Annual Speech Competion, Jamia Ahmadiyya, Rabwah (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Mulaqat With English Speaking Friends (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Sports - Waqfeen-e-Nau(R)
07.00 Dars-ul-Quran (No. 12) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Bait Bazi :
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports: 2nd Al Noor Basketball Tournament - Wapda Vs Airforce
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service:1) Begegnungen mit Hazoor III 2) Mach Mit 'Butterkuchen' 3) Zwieback Halwa
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Norwegian

6 JAMADI AL AWWAL
Tuesday 9th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Sports:2nd Al Noor Basketball Tournament - Wapda Vs Airforce(R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00 German Service 1) Kinder lernen Namaz 2) Fahrrad Film
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)

7 JAMADI AL AWWAL
Wednesday 10th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00 Quiz - "Seerat Hadhrat Khalifatul Masih III "by Nasirat-ul-Ahmadiyya , Booraywala Vs Shahtaj - Part 2
07.30 Speech - by Hafiz Muzaffar Ahmad on 'Hadhrat Mohammed Mustafa (saw) ka Sajda-e-Tashakur'
08.30 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
14.45 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
19.00 German Service 1) Lajna Ijtema 97
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Al Maidah - Ras Malai
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Turkish
23.30 Arabic Programme

8 JAMADI AL AWWAL
Thursday 11th September 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Horizon
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Turkish (R)
04.30 Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00 Sindhi Prog. -Translation of Friday Sermon By Huzoor (29.12.95)
08.00 Quiz Prog: History of Ahmadiyyat - Part 12
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Al Maidah - Ras Malai(R)
11.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 35 (22.6.94) (Part 1)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Programme with Guests from Russia & Kazikstan - Session No 6 - 23.5.94 - Part 2
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00 German Service 1) Nasirat Grips 2) MTA Vatie'te Krankenhaus
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bazm-e-Moshaira on 'Paak Mohammad Mustafa(saw) Nabiyun ka sardar' - Islamabad, Pakistan - Part 2
20.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Dutch

Some Highlights

Programmes With Huzoor

Everyday :
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class
Monday & Thursday :
Homoeopathy Class
Tuesday & Wednesday :
Tarjumatul Quran Class
Friday :
Friday Sermon (Live)
Mulaqat with French Speaking Guests
Saturday :
Children's Class
Question & Answer Session (Archive)
Sunday :
Mulaqat with English Speaking Guests
Question & Answer Session (New)
Dars-ul-Quran

Programmes in Different Languages

Everyday	German & Bengali & Indonesian
Sunday	Albanian
Monday	Turkish
Tuesday	Norwegian
Wednesday	French /Swahili
Thursday	Russian / Bosnian

Other Regular Features

Monday	
MTA Sports	at 11.00
Rohani Khazaine	at 21.00
Tuesday	
Medical Matters	at 11.00
Hamari Kaenat	at 21.00
Hikayat -e-Shereen	at 23.30
Wednesday :	
Al-Maidah	at 21.00
Thursday :	
Canadian Horizon	at 02.00
Bazm-e-Moshaira	at 21.00
Friday :	
Computers For Everyone	at 04.00
Medical Matters	at 20.30
Saturday :	
MTA USA Productions	at 02.00
Sunday :	
Canadian Desk	at 02.00
Bait Bazi	at 21.30

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, September 5, 1997 No. 36

بقیہ قائد اعظم کا تصور پاکستان از صفحہ ۱۲

از راہ نوازش ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کس پارٹی کی حمایت کرنی چاہئے-"

امام جماعت احمدیہ کا جواب

آپ کو موجودہ انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت کرنی چاہئے جس طرح بھی ممکن ہو مسلم لیگ سے تعاون کریں اور مسلم لیگ کی ہر ممکن مدد کریں- مسلمانوں کو موجودہ بحران میں ایک متحدہ محاذ کی شدید ضرورت ہے- اگر ان کے اختلافات موجود رہے تو صدیوں تک ان کے برے اثرات کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا-

تصور پاکستان کا چارٹر

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۱/اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے صدر کی حیثیت سے کراچی میں ایک ولولہ انگیز خطاب فرمایا جسے تصور پاکستان کا چارٹر کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہیں ہوگا- آپ نے اپنی شستہ اور برجستہ تقریر کے شروع میں متعدد اہم سیاسی نکات پر بلیغ روشنی ڈالی- بعد ازاں ارشاد فرمایا:

You are free ; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed - that has nothing to do with the business of the State. As you know, history shows that in England conditions, some time ago, were much worse than those prevailing in India today. The Roman Catholics and the Protestants persecuted each other. Even now there are some States in existence where there are discriminations made and bars imposed against a particular class. Thank God, we are not starting in those days. We are starting in the days when there is no discrimination, no distinction between one community and another, no discrimination between caste or creed and another. We are starting with this fundamental principle that we are all citizens and equal citizens of one State. The people of England in course of time had to face the realities of the situation and had to discharge the responsibilities and burdens placed upon them by the government of their country and they went through that fire step by step. Today, you might say with justice that Roman Catholics and Protestants do not exist; what exists now is that every man is a citizen, an equal citizen of Great Britain and they are all members of the Nation.
Now, I think we should keep that in front of us as our ideal and you will find that in course of time Hindus would cease to be Hindus and Muslims will cease to be Muslims, not in the religious sense, because that is the personal faith of each individual, but in the political sense as citizens of the State".

"آج تم آزاد ہو- اس مملکت پاکستان میں تم اپنے مندروں میں آزادانہ جا سکتے ہو اور مساجد اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی جانے میں آزاد ہو- تمہارا مذہب، تمہاری ذات، تمہارا عقیدہ کچھ بھی ہو کاروبار مملکت سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے-

تم جانتے ہو تاریخ شاہد ہے کہ کچھ مدت پیشتر انگلستان کے حالات آج کل کے ہندوستان کے حالات سے بدتر تھے، رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے کو آزار پہنچانے میں مصروف تھے- آج کل بعض ایسی مملکتیں موجود ہیں جن میں ایک خاص طبقے کے خلاف امتیازات اور قیود عائد کی جارہی ہیں- خدا کا شکر ہے کہ ہم ایسے ایام میں اپنی مملکت کا آغاز نہیں کر رہے- ہمارا آغاز ایسے ایام میں ہو رہا ہے جب ایک قوم اور دوسری قوم، ایک ذات اور مسلک اور دوسری ذات اور مسلک کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہیں رہا- ہم اس بنیادی اصول کی بناء پر آغاز کار کر رہے ہیں کہ تمام شہری اور ایک مملکت کے مساوی شہری ہیں- انگلستان کے لوگوں کو بھی ایک زمانے میں صورت حالات کے حقائق کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ان ذمہ داریوں اور گرانباریوں سے بھگتنا پڑا تھا جو ان کی حکومت نے ان پر عائد کی تھیں اور وہ اس آگ میں سے قدم بقدم گزر چکے ہیں- آج تم بجا طور پر کہہ سکتے ہو کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کا کوئی وجود باقی نہیں رہا- آج صرف یہ حقیقت موجود ہے کہ ہر شخص برطانیہ عظمیٰ کا شہری ہے- ہر شہری کی حیثیت مساوی ہے اور تمام شہری ایک قوم کے افراد ہیں- میرے نزدیک اب ہمیں اسی نصب العین کو پیش نظر رکھنا چاہئے- پھر تم دیکھو گے کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد نہ ہندو ہندو رہیں گے اور نہ مسلمان مسلمان رہیں گے- مذہبی معنوں میں نہیں کیونکہ وہ تو ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی معنوں میں سب ایک مملکت کے شہری ہوں گے-"

امریکی عوام کے نام نشری پیغام

قائد اعظم نے فروری ۱۹۴۸ء میں دنیا بھر کے ممالک کو اس تصور پاکستان سے متعارف کرنے کے لئے حسب ذیل نشری پیغام دیا:-

"پاکستان آئین ساز اسمبلی نے ابھی پاکستان کا آئین مرتب کرنا ہے- میں نہیں جانتا کہ اس آئین کی آخر کار شکل کیا ہوگی لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ جمہوری طرز کا آئین ہوگا جس میں اسلام کے بنیادی اصول متشکل ہوں گے- یہ اصول آج بھی اسی طرح عملی زندگی میں قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے- اسلام اور اس کی مثالیت نے ہمیں جمہوریت کا درس دیا ہے- اس نے انسانی مساوات، عدل اور ہر شخص سے منصفانہ برتاؤ سکھایا ہے- ہم ان درخشاں روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کا آئندہ آئین بنانے والوں کی حیثیت میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا احساس ہے- بہر حال پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت نہیں ہوگا جس میں مذہبی پیشوا مامور من اللہ کے طور پر حکومت کریں گے- ہمارے ہاں بہت سے غیر مسلم ہیں- ہندو، عیسائی اور پارسی- لیکن وہ سب پاکستانی ہیں- وہ بھی تمام دوسرے شہریوں کی طرح یکساں حقوق اور مراعات سے بہرہ ور ہوں گے اور پاکستان کے معاملات میں کما حقہ کردار ادا کریں گے-"

The Muslim Community of the Indo-Pakistan sub-continent. p.25 by Ishtiaq Husain Qureshi. 1962)

(بحوالہ "ظہور پاکستان" مؤلفہ چودھری محمد علی صاحب وزیر اعظم پاکستان- ناشر مکتبہ کاروان کچہری روڈ لاہور- طبع دوم ۱۹۷۲ء)

بستر مرگ سے بیان

قائد اعظم نے اپنی وفات سے چند روز قبل اپنے معالج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے آج تک کبھی اپنی صحت کی پروا نہیں کی اور نہ آئندہ کے لئے خیال کرنے کو تیار ہوں- موت اور زندگی سب خدا کی طرف سے ہے- موت وقت معین سے پہلے نہیں آسکتی- یہ میرا ایمان ہے- میں خداوند قدوس کی ذات کے سوا اس دنیا میں کسی طاقت سے نہیں ڈرتا- موت کا خوف مجھ پر طاری نہیں- جب موت کو آنا ہے اور ضرور آنا ہے تو پھر موت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں- میں اپنا کام ختم کر چکا- اب مجھے مرنے کا افسوس نہ ہوگا- چند سال قبل یقیناً میری آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں- اس لئے نہیں کہ مجھے دنیا کی تمنا تھی یا میں موت سے خوف کھاتا تھا بلکہ اس لئے کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا تھا اور قدرت نے جس خدمت کے لئے مجھے چنا تھا، میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں- وہ کام پورا ہو گیا ہے- میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں- پاکستان بن گیا ہے اس کی بنیادیں مضبوط ہیں- اب چند ماہ سے مجھے ایسے خیالات آتے رہتے ہیں کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں- قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ اسے مل گئی- اب یہ قوم کا کام ہے کہ وہ اس کی تعمیر کرے- اسے ناقابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنائے- حکومت کا نظم و نسق دیانت داری اور محنت سے چلائے- میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں- آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد و تعاون کے بل پر دو عیار اور مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا ہے- میں نے خدا کے بھروسہ پر ان تھک کوشش کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حصول پاکستان کے لئے صرف کر دیا ہے- میں تھک گیا ہوں- آرام چاہتا ہوں- اب مجھے زندگی سے زیادہ دلچسپی نہیں-

حالات کے مطابق قدرت کوئی نہ کوئی آدمی ضرور پیدا کر دیتی ہے- گھبراؤ نہیں، خدا کی ذات پر کامل بھروسہ رکھو اور اپنے ذاتی مفادات کو قومی اور ملکی مفادات پر ترجیح نہ دو- خدا تمہیں مجھ سے بھی زیادہ کوئی لائق راہنما عطا کر دے گا-

گو میں آپ کے درمیان موجود نہیں ہوں گا لیکن آپ دیکھیں گے کہ اگر مسلمانوں نے خلوص، دیانت داری اور نظم و نسق سے کام لیا تو چند ہی سال میں پاکستان دنیا کے عظیم ترین ملکوں میں شمار ہوگا- اس کی ترقی اور طاقت دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈالے گی اور کرہ ارض کی ہر قوم اس کی دوستی کی خواہاں ہوگی-"

خالق کائنات کے حضور آخری التجا

(پرنم آنکھوں سے اپنا منہ کمبل سے ڈھانپ کر بھرائی ہوئی آواز میں)

"اے خدا! تو نے ہی مسلمانوں کو یہ نعمت عطا کی ہے- تو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے- میری قوم کمزور ہے اور ابھی ابتدائی مراحل میں ہے- ابھی تو اس کی کجی بھی دور نہیں ہوئی- تو ہی اس کا حامی و ناصر ہو-"

(نقوش "آپ بیتی نمبر صفحہ ۱۳، ۱۴)

آہ! الفت و عزیمت کا یہ آفتاب جو قریباً پون صدی تک چمکتا رہا، ۱۱/ستمبر ۱۹۴۸ء کو غروب ہو گیا-

انا للہ و انا الیہ راجعون

توکل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے-

تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ ہے-

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ! انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے-